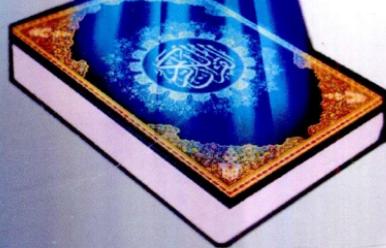


بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ



چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کا پیشانہ سے بھادیں اور اللہ اپنے نور کو مکال تک پہنانے والے ہے گواہ رامائش
بِرَبِّكُمْ لَمْ يَرُوْنَ لَيَطْقُنُوا نُورَ اللّٰهِ بِأَوْاهِهِمْ طَوَاللّٰهُمْ فُرُّهُ وَلَوْ كَجْرَهُ الْكَفُورُونَ ه



www.KitaboSunnat.com

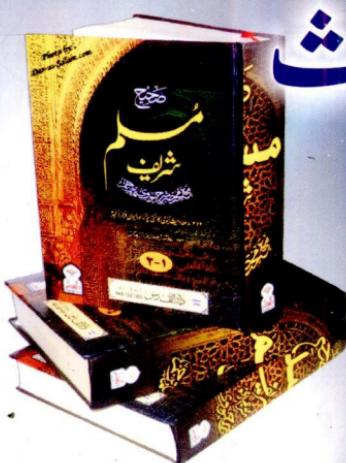
تحفة منكريین حديث

ابو اقد طاہر احمد

تقریظ: حافظ صلاح الدین یوسف حفظہ اللہ

مدیر: شعبہ تحقیق و تالیف دارالسلام لاہور

مقدمہ: محمد افضل محمدی حفظہ اللہ





معزز قارئین توجہ فرمائیں

کتابِ مہنت کی روشنی میں لمحیٰ جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا منتظر

- کتاب و سنت ذات کام پرستیاب تمام الیکٹر انک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
 - بحثیں تحقیق اسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
 - دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیه

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر متمم کتب متعلقہ ناشرپن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com
🌐 www.KitaboSunnat.com



www.KitaboSunnat.com

تحفہ
منکرین
حدیث



تحفہ منکرین حدیث

حدیث بھی قرآن ہی کی طرح جلت شرعیہ ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

**لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ
الآخِرَ (الاحزاب ۲۱)**

”یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات گرامی میں بہترین نمونہ ہے اس شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے۔“

یہ بہترین نمونہ (اسوہ حسنہ) یقیناً قرآن سے ایک الگ چیز ہے۔ لیکن الگ ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ قرآن کی طرح جلت شرعیہ نہیں، اس لیے کہ وہ الگ ہونے کے باوجود قرآن کی وہ قوی اور عملی تشریع ہی ہے جو وحی الہی ہی کی روشنی میں رسول اللہ ﷺ نے بیان یا اختیار فرمائی ہے۔ ثم ان علینا بیانہ (القيامة) وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحى يوحى (النجم)

اس لیے یہ تشریع و توضیح قرآن بھی، جسے حدیث یا سنت کہا جاتا ہے، قرآن ہی کی طرح جلت شرعیہ ہے۔ ان دونوں کی حیثیت کیساں اور دونوں کا ماننا فرض و واجب ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم اور ملزم ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ کر دوسرے کو نہ سمجھا جاسکتا ہے اور نہ اس پر عمل ہی کیا جاسکتا ہے۔

بنابریں جو لوگ حدیث رسول کی جیت کے منکر ہیں، یا اس کو مشکوک قرار دے کر یا اپنے خود ساختہ احصاویں کے خلاف باور کرا کر دکرتے ہیں، وہ نہ قرآن کے مانتے کے دکوئے میں پچ ہیں اور نہ ان کا اللہ اور یوم آخرت پر یقین ہی ہے محدثین اللہ تعالیٰ

صلاح الدین یوسف

مدرس: شعبہ تحقیق و تالیف

دارالسلام لاہور - 11 اگست 2014ء

تحفہ مسکرین حدیث

۳

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فہرست

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
1	مقدمة	5
2	تمہید	9
3	پہلا حصہ "حدیث وحی الہی ہے"	11
4	وَمَا كَانَ لِيَشَرُّ أَنْ يُكَلِّمَ اللَّهُ.....	12
5	وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا.....	14
6	وَعَلَى الْفَلَامِلَةِ الَّذِينَ خُلِقُوا	15
7	وَلَقَدْ أَنْتَكَ سَبِيعًا مِنَ الْمَثَانِي	16
8	وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَإِنْ قُطِعُوا أَيْدِيهِمَا	16
9	غَبَسَ وَتَوَلَّى ۝ أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَى	16
10	مَا قَطَعْتُمْ مِنْ لَيْلَةٍ	17
11	وَإِذَا سَرَّ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَرْوَاجِهِ حَدِيثًا	17
12	وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَبَ وَالْحِكْمَةَ	18
13	إِنِّي عِدْدَةُ الشَّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ	19
14	کتاب اللہ سے مراد کیا ہے؟	19
15	خافظو اعلیٰ الصَّلواتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَى	22
16	يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ	23
17	کیا قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے؟	24
18	فَلْ لَا إِنْجَدَ فِي مَا أُوْحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمٌ	25
19	دوسرਾ حصہ "حافظت حدیث"	26
20	حافظت حدیث تعلیم اور عمل کے ذریعے	26
21	قبیلہ عبد القیس کو نبی ﷺ کا حکم	27

تحفہ منکرین حدیث

27	ابو عبیدہ بن جراحؓ کو یمن بھیجا	22
28	ضام بن اشطبہ کا نبی ﷺ کے پاس آنا	23
28	عبداللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کو وعظ و نصیحت کرتے تھے	24
29	لیبلغ الشاحد الفاسد	25
29	نبی ﷺ اپنی بات کو تین دفعہ دہراتے تھے	26
29	نبی ﷺ خواتین کو بھی دینی مسائل سمجھاتے تھے	27
30	حافظت حدیث کتابت کے ذریعہ	28
30	لا تکتب عنی غیر القرآن	29
33	نبی ﷺ نے کتاب الصدقۃ تحریر کروائی	30
33	عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کی کتاب	31
33	نبی ﷺ نے دیت کے مسائل تحریر کروائے	32
34	ابن شہابؓ کی کتاب	33
34	حضرت علیؓ کی کتاب	34
35	تیراحصہ "اعتراضات کے جوابات"	35
35	جب میری کوئی حدیث بیان کی جائے تو اسے قرآن پر پیش کرو	36
36	خولہ بنت حکیم نے خود کو رسول اللہ ﷺ پر پیش کیا	37
37	ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے	38
38	نکاح کے وقت عائشہؓ کی عمر چھ سال تھی	39
40	عائشہؓ نے ابو سلمہ کو عسل کر کے دکھایا	40
41	خوست تین چیزوں میں ہوتی ہے	41
42	عائشہؓ سے نبی ﷺ کا حیض کی حالت میں اختلاط کرنا	42
43	جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان گزتا ہوا بھاگ جاتا ہے	43
44	جودین اسلام چھوڑ دے اسے قتل کر دو	44
45	حدیث معراج پر اعتراض	45

تحفہ منکرین حدیث

۵

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

مُقْدِمَةٌ

جب بھی کسی شخص یا جماعت نے صحابہ و تابعین کے منج سے روگردانی کرتے ہوئے ایک نئے نظریہ کی بنیاد ڈالی ہے وہاں سے ایک نئے فرقے کی ابتداء ہوئی ہے۔
 وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدَىٰ وَيَتَّبَعُ غَيْرَ سَبِيلِ
 الْمُؤْمِنِينَ نُولَهُ مَا تَوَلَّٰ وَنُضْلِهِ جَهَنَّمُ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ①

ترجمہ: جو شخص راہ ہدایت کے واضح ہوجانے کے باوجود رسول اللہ ﷺ کی مخالفت کرے اور تمام مومنوں کی راہ چھوڑ کر چلے۔ ہم اسے ادھر ہی متوجہ کروں گے جدھروہ خود متوجہ ہوا اور اسے دوزخ میں ڈال دیں گے، وہ پہنچنے کی بہت ہی بڑی جگہ ہے۔
 اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اہل حق کی پیچان کا یہ آسان نسخہ بیان فرمایا ہے۔

وَالسَّابِقُونَ الْأُوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
 بِإِحْسَانٍ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعْدَلَهُمْ جَنَّتٌ تَجْرِي تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ
 خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ②

ترجمہ: اور جو مہاجرین اور انصار سابق اور مقدم ہیں اور جتنے لوگ اخلاص کے ساتھ انکے پیرو ہیں اللہ ان سب سے راضی ہوا اور وہ سب اس سے راضی ہوئے اور اللہ نے انکے لیے ایسے باغ مہیا کر کرے ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی جن میں ہمیشہ رہیں گے یہ بڑی کامیابی ہے۔

حق اور باطل کے درمیان تیزی کی اگر یہ بنیادی علامت (وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ
 بِإِحْسَانٍ) پر غور کیا جائے تو کسی لمبی چزوی بحث و جدل کی تکلفات اٹھائے بغیر ایک شخص صراط مستقیم پر پہنچ کر ان خوش نصیبوں کے قافلہ میں شامل ہو سکتا ہے جو چودہ صدیوں سے اسی راستے کے مسافر ہیں۔

اس راستے سے بھلک کر مختلف راستے اختیار کرنے والے تمام گمراہ فرقوں میں

① سورۃ النساء : 115

② سورۃ التوبہ : 100



تحفہ منکرین حدیث

ایک بنیادی قدر مشترک آپ کو ضرور ملے گی، یعنی حدیث رسول اللہ ﷺ کے اصل مقام اور اسکی حیثیت سے انکار۔

بعض نے تو اعلانیہ طور پر احادیث کے تشریعی مقام سے انکار کیا ہے اور اسکے لئے انہوں نے کچھ اس طرح کی شعبدہ بازیوں کا سہارا لیا ہے:

☆ احادیث و صدیوں کے بعد لکھی گئیں ہیں۔

☆ احادیث کے اندر تضاد ہے۔

☆ احادیث قرآن کے خلاف ہیں۔

☆ احادیث میں عجیب و غریب حیا باختہ ایسی روایات ہیں جن کو پیغمبر ﷺ کی طرف منسوب نہیں کیا جاسکتا ہے۔

☆ یہ تو عجیبوں کی سازش ہے۔

☆ اکثر احادیث عقل انسانی کے خلاف ہیں۔

حالانکہ یہ اور اس طرح کی دیگر باتیں (ذلک قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ) کی طرح محض ایکی موشنگا فیاں ہیں۔ اہل علم و قلم اپنی تحریر اور تقریر کے ذریعے ان تمام مغالطات کی حقیقت واضح کرتے آ رہے ہیں۔

انکے علاوہ دیگر باطل گروہوں نے (يَصَاہِنُونَ قَوْلَ الظَّالِمِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلِ) کے مصدق بظاہر تو احادیث کا شرعی مقام تسلیم کیا ہے لیکن انہوں نے اپنے خود ساختہ اصولوں کے ذریعے ذخیرہ احادیث کو تقریباً مہمل بنادیا ہے۔

میں دین کا ایک ادنی ساطالب علم ہوں۔ اپنے انتہائی چھوٹے سے تجربہ کو سامنے رکھتے ہوئے ذرڈ کر کر یہ بات کہنا چاہوں گا کہ ان خود ساختہ اصولوں کے دروازے وہاں سے کھلتے ہیں جہاں سے نبی ﷺ سے ثابت صحیح مرفع احادیث کو قطعی اور ظنی کی اصطلاحات میں تقسیم کیا گیا ہے۔ کیا اس اصول نے ان تمام صحیح مرفع احادیث کو محض اسلئے شک اور ریب کے دلدل میں پھیک نہیں دیا کہ وہ احادیث خبر واحد کے ذریعے ہم تک پہنچی ہیں۔۔۔؟

ممکن ہے کچھ محدثین نے مسئلہ تغیر مسلم یا بعض دلائل فقیہی اصول اور احکامات کی محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تحفہ مفتکرین حدیث

۷

پہچان کے لئے ان احصا احادیث کو استعمال کیا ہو۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس اصول نے خواہش پرست اہل رائے کو بے شمار ایسی فروعات نکالنے کا موقع دیا ہے جن کے نتیجہ میں احادیث کا ایک بڑا حصہ تقریباً معطل ہو کر رہ جاتا ہے۔

کیا خبر متواتر وی ہے؟ جبکہ خبر واحد وی مشکوک ہے۔۔۔؟ کہ جسکی بنیاد پر متواتر سے تو عقائد ثابت ہو سکتے ہیں لیکن خبر واحد کے اندر اتنا تيقن نہیں کہ ان احادیث سے عقائد ثابت ہو سکیں۔۔۔؟ اور نہ ہی خبر احادیث میں اتنی مضبوطی ہے کہ اتنے ذریعے خبر متواتر سے ثابت شدہ احکامات کی تخصیص کی جاسکے۔۔۔؟ نتیجتاً وہی کے اس گراں قدر حصہ کو محض استحباب کی حد تک محدود کرتے ہوئے ناقابل اعتناء بنادیا جائے۔۔۔؟

پھر اللہ اور اسکے رسول ﷺ سے آگے مزید تقدم کرتے ہوئے کچھ اس طرح کی جرأت کا مظاہرہ کیا گیا ہے:

﴿لَهُرُوهُ آیَتٍ يَا حَدِيثَ جُو هَمَارَ فَقِيَ سَلْكَ سَمْنُونَ سَمْجَهَ جَاءَ گَایَا اسکی تاویلَ کی جَاءَ گَی۔﴾

☆ قیاس سے نکرانے والی حدیث کو تو چھوڑا جا سکتا ہے لیکن قیاس کے تقاضوں کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

☆ غیر فقیہ راوی کی روایت قبول نہ ہوگی۔ پھر اس اصول کی پاداش میں بعض جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو محض اسلئے غیر فقیہ قرار دیا جائے کہ انہوں نے ایسی صحیح مرفوع روایات بیان کی ہیں جو ان ظالموں نے مسلک سے نکراتی ہیں۔

☆ اگر راوی کا عمل اسکی روایت سے نکرانے تو روایت کو چھوڑ کر اس راوی کے عمل کو لیا جائے گا۔

ان چند مثالوں کے علاوہ اس طرح کے کئی اور قوانین وضع کئے گئے جن سب کا مقصد اپنے آباء و اجداد کے موروثی دین اور نظریات کو تحفظ دینے کیلئے احادیث کے دائرہ کو انتہائی تنگ کر کے اسے محض ایک ایسا اسم بنادیا جائے جو اپنے مسمی کی حقیقت سے بالکل خالی ہو۔

یہ ظلم اپنی انتہا کو اس وقت پہنچتا ہے جب یہی لوگ جو ایک طرف تو حدیث

تحفہ منکرین حدیث

۸

رسول ﷺ پر عمل کرنے کیلئے انتہائی سخت قیود اور شرائط لگاتے جاتے ہیں لیکن جب اسکے امام کے قول اور فرمائیں کا مسئلہ ہو تو فوراً یہ اعلان کر دیا جائے ”قبول قول غیر بلا دلیل“ اپنے امام کی بات کو بغیر کسی دلیل، شرط اور کسی قید کے با تحقیق آئمیں بند کر کے قبول کرنا ہمارا دین (تقلید) ہے۔ وَسَيَّلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَئِ مُنْقَلِبٌ يَتَّلَوُونَ سوال یہ ہے کہ کیا سلف صالحین میں حدیث کا مطلقاً انکار یا حدیث کو قبول کرنے کیلئے ان تمام خود ساختہ اصولوں کا تصور بھی مل سکتا ہے۔۔۔؟ اگر نہیں اور واقعتاً نہیں تو کیا یہ سبیل المؤمنین سے روگردانی نہیں۔۔۔؟ اور کیا حدیث پر مختلف زاویوں اور حلیلوں بہانوں سے حملہ کرنے والے یہ گروہ ”وَالَّذِينَ أَتَبْعَوْهُمْ بِإِحْسَانٍ“ میں شامل ہو سکتے ہیں۔۔۔؟ یہ چند سوالات حق کی جستجو رکھنے والوں کیلئے انتہائی اہم اور غور طلب ہیں۔

حدیث رسول اللہ ﷺ فداہ ابی و اُمی کا دفاع کرنا اہل حق کا نصب اعین ہے۔ سلف صالحین سے لے کر آج تک اہل علم اپنی بساط کے مطابق اس میدان میں اپنا حق ادا کرتے آرہے ہیں۔

اسی سنت کو جاری رکھتے ہوئے ہمارے بھائی نوجوان عالم دین مولا نا ابو واقد طاہر احمد نے منکرین حدیث کی اصلاح کے لئے یہ ایک مختصر گر جامع مضمون مرتب کیا ہے۔ اس کتاب پچ کا نچوڑ ہم ان الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں کہ ”قرآن کی طرح حدیث بھی منزل من اللہ“ ہے اور جو لوگ قرآن کا نام لے کر حدیث رسول ﷺ پر مختلف طریقوں سے حملہ کرتے آرہے ہیں وہ درحقیقت خود قرآن اور پوری شریعت مطہرہ کے درپرده دشمن ہیں۔

اللہ تعالیٰ مولا نا ابو واقد طاہر احمد کے علم میں برکتیں نازل فرمائے۔ اُنکی اس سعی کو قبول فرمایا کہ اس کتاب پچ کو خلق کیلئے ذریعہ ہدایت بنادے اور ان سے تاحیات دین رسول ﷺ کی خدمت لیتا رہے۔ آمین

ان ربی قریب مجیب

محمد افضل محمدی

مدرسہ تعلیم القرآن والحدیث نیدر آباد

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تحفہ منکرین حدیث

٩

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّى عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ إِمَامًا بَعْدًا! فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنْ
الشَّيْطَنِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَاسْتَمِسِكْ بِاللَّذِي أُوْجِيَ إِلَيْكَ إِنْكَ عَلَى صِرَاطِ مُسْتَقِيمٍ.

بر دور میں دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف بڑی گھری سازشیں کیں کسی نے اللہ کا انکار کیا، کسی نے رسولوں کا انکار کیا اور کسی نے آسمانی کتابوں کا انکار کیا، لیکن بر دور میں اللہ تعالیٰ نے دشمنان اسلام کی سازشوں کو ناکام کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو بھیجا ہی ادیان باطلہ پر غالب کرنے کے لئے ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے!

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظَهِّرَهُ عَلَى الَّذِينَ كُلُّهُمْ لَا يَعْلَمُونَ

المُشْرِكُونَ ①

"وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ وہ اسے تمام مذاہب پر غالب کر دے اور اگر چہ مشرکین ناخوش ہوں"۔

لبذا اس دور میں بھی دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف سازش کرتے ہوئے قرآن کا بڑے ہی عجیب انداز میں انکار کیا، وہ اس طرح کہ انہوں نے ایسی چیز کا انکار کیا جس کے بغیر قرآن کو سمجھنا ناممکن ہے اور وہ ہے رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ کیونکہ جب احادیث کا انکار ہو جائے گا تو شریعت کی باقی چیزوں کا انکار خود بخوبی ہو جائے گا۔ اس فتنے کا ذکر رسول اللہ ﷺ نے 14 صدیوں پہلے ہی کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : **أَلَا أَنِّي أَوَّلُتُ الْكِتَابَ وَمُثْلِهِ مَعَهُ أَلَا يُوْشِكُ**

تحفہ منکرین حدیث

۱۰

دجل شعبان علی اریکھے یقول : علیکم بہذا القرآن فما وجدتم فیه مِن حلال فا حلوه وما وجدتم فیه مِن حرام فحرموه ، الا لا يحل لکم الحمار الالھلی ولا کل ذی ناب من السبع .

ترجمہ : خبردار مجھے قرآن مجید اور اس طرح کی ایک اور چیز دی گئی ہے۔ خبردار تریب ہے کہ ایک آسودہ آدمی اپنی مند پر بیٹھ کر یہ کہے کہ تمہیں قرآن کافی ہے۔ اس میں جو حلال ہے اسے حلال سمجھو اور اس میں جو حرام ہے اسے حرام سمجھو، غور سے سنوا تمہارے لئے پا تو گدھے کا گوشت اور کچلی والے درندے حرام ہیں۔ (جن کا قرآن میں ذکر نہیں ہے)۔ ①

ایک اور حدیث میں فرمایا:

"ان ما حرم رسول الله ﷺ كما حرم الله "

بیشک اللہ کے رسول ﷺ نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ اس طرح ہیں جیسے اللہ نے حرام کی ہیں۔ ②

- اس لئے اس موضوع کو آسانی سے سمجھنے کے لئے تین حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے:
- ☆ پہلے حصہ میں اس بات کو ثابت کیا گیا ہے کہ "حدیث وحی الہی ہے"۔
- ☆ دوسرے حصہ میں حفاظت حدیث پر دلائل پیش کیتے گئے ہیں۔
- ☆ تیسرا حصہ میں "احادیث پر اعتراضات کے جوابات" دیتے گئے ہیں۔

① ابو داؤد ، کتاب السنۃ ، باب فی لزوم السنۃ

② ترمذی ، کتاب العلم ، باب مانہی عنہ ان یقال عند حدیث رسول الله ﷺ
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تحفہ منکرین حدیث

پہلا حصہ

"حدیث وحی الحسی بھے"

اللہ تعالیٰ کا فرمان!

إِنَّ أَتْبَعَ إِلَّا مَا يُوْحَى إِلَيْهِ ①

(آپ کہہ دیجئے) میں صرف اسکی ہیرودی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے۔

بلکہ ایک مقام پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

وَمَا يُنْطَقُ عَنِ الْهُوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوْحَى ②

"اور نبی ﷺ اپنی خواہشات سے کچھ نہیں کہتے بلکہ صرف وہی کہتے ہیں جو ان کی طرف وحی کی جاتی ہے۔"

یعنی نبی ﷺ دین کے متعلق اپنی زبان سے ایک لفظ بھی اپنی مرضی سے ادا نہیں کرتے بلکہ جو بھی آپکی زبان سے لفظ ادا ہوتا ہے وہ وحی الہی سے ہوتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کو چالیس (40) سال کی عمر میں نبوت ملی اور 63 سال کی عمر میں وفات ہوئی۔ اس طرح نبی ﷺ نے 23 سالہ نبوت کا دورگزارا۔ ان 23 سالوں میں نبی ﷺ نے اپنی زبان سے دین کے متعلق جو بھی الفاظ ادا کیے وہ سب وحی الہی ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا نبی ﷺ نے اس 23 سالہ زندگی میں اپنی ازواج مطہرات سے کوئی دینی گفتگو نہیں کی؟ اگر کی ہے تو وہ بھی وحی الہی ہے۔

کیا نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کوئی دینی سائل نہیں سمجھائے؟ اگر سمجھائے تو وہ بھی وحی الہی ہیں۔

اب یہ تمام چیزیں قرآن پاک میں کہیں مذکور نہیں ہیں۔ لہذا ماننا پڑے گا کہ یہ سب احادیث میں ہیں اور احادیث وحی الہی ہیں۔

① یونس: 15

② النجم: 43

تحفہ منکرین حدیث

۱۲

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں وحی کی تین اقسام بیان کی ہیں۔

- ۱ - اللہ تعالیٰ کا فرمان!

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُكَلِّمَهُ اللَّهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسَلَ رَسُولًا فَيُؤْتَى جِئِيْ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ إِنَّهُ عَلَىٰ حَكْمٍ ①

"اور کسی بشر کیلئے لاٹن نہیں ہے کہ اللہ اس سے گفتگو کرے مگر وحی (الہام) کے ذریعے یا پردے کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو بھیج دے اور وہ اللہ کے اذن سے جو چاہے وحی کرے بے شک وہ بلند اور حکمت والا ہے"۔

اس آیت کے مطابق وحی کی ایک قسم یہ ہوتی ہے کہ براہ راست نبی کے دل میں کسی بات کا القاء کیا جائے بغیر کسی فرشتے کے واسطے سے۔ دوسری قسم یہ ہے کہ پردے کے پیچھے سے اللہ تعالیٰ براہ راست اپنے نبی سے ہم کلام ہو اور تیسرا قسم یہ ہے کہ فرشتے (جبرائیل) کے ذریعے اپنا پیغام نبی تک پہنچائے۔

ان تینوں قسموں کی وحی کا استعمال آپ ﷺ کے حق میں ہوا ہے جیسا کہ اسی آیت سے متصل دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ أَمْرِنَا ②

"اسی طرح ہم نے آپکی طرف اپنے حکم کی وحی کی"

ان الفاظ سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا تینوں اقسام کی وحی آپ ﷺ کی طرف کی گئی ہیں اور وحی کی تینوں اقسام امر الہی ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ قرآن پاک ان تینوں اقسام میں سے کونسی قسم ہے؟

اللہ تعالیٰ کا فرمان!

فُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيلَ فَإِنَّهُ نَزَّلَهُ عَلَىٰ قَلْبِكَ بِإِذْنِ اللَّهِ ①

① سوری: ۵۱

② سوری: ۵۲



تحفہ منکرین حدیث

(اے نبی ﷺ) آپ کہہ دیجئے کہ جو کوئی جبرائیل کا دشمن ہو جس نے آپ کے دل پر پیغام باری تعالیٰ (قرآن) اللہ کے حکم سے اتنا را ہے۔

اس آیت سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے آپ ﷺ پر قرآن کو نازل کیا گیا۔ یعنی کہ یہ قرآن وحی کی تیسری قسم ہے۔ اور دوسرے مقام پر اسکی مزید وضاحت اس طرح آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان!

وَإِنَّهُ لَتَنزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ ۝ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ
مِنَ الْمُنذِرِينَ ۝ ⑥

”اور بے شک یہ (قرآن) پروردگار عالم کا اتنا را ہوا ہے۔ اسے روح الامین (جبرائیل) نے آپ ﷺ کے دل پر اتنا را ہے۔ تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں“۔

ان آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اس قرآن کو جبرائیل لے کر نازل ہوئے اور یہ قرآن وحی کی تیسری قسم ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ان تین اقسام میں قرآن تیسری قسم ہے تو باقی دو اقسام کی وحی کہاں ہیں؟

اس بات کا اقرار کیے بغیر کوئی چارہ نہیں کہ وحی کی باقی دو اقسام احادیث کی صورت میں ہیں اور احادیث وہ وحی ہے جسے اللہ تعالیٰ کتاب کے علاوہ اپنے انبیاء پر نازل کرتا ہے۔

☆ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایک مقام پر ارشاد فرمایا!

① البقرة: 97

② شعراء 1942 تا 1942

تحفہ منکرین حدیث

۱۳

"إِنَّا أَوْ حَيَّنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْ حَيَّنَا إِلَى نُوحٍ وَالنَّبِيِّنَ مِنْ بَعْدِهِ وَأَوْ حَيَّنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَعِيسَى وَأَيُّوبَ وَيُونُسَ وَهَارُونَ وَسُلَيْمَانَ وَاتَّبَعَنَا دَاؤِدَ زَبُورًا" ①

"ہم نے آپ کی طرف وہی سمجھی جس طرح کہ ہم نے وہی سمجھی تھی نوح اور ان کے بعد آئے والے انبیاء کی طرف اور ہم نے وہی سمجھی ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب، اور ان کی اولاد کی طرف اور عیسیٰ، ایوب، یونس، ہارون اور سلیمان کی طرف۔ اور ہم نے واوہ کوز بور عطا کی۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کئی انبیاء علیہم السلام کے نام ذکر کیے اور فرمایا کہ جس طرح ہم نے اتنی طرف وہی کی بالکل اسی طرح آپ کی طرف بھی وہی کی ہے اور ظاہر ہے ان تمام انبیاء میں سے سب کو کتاب نہیں ملی۔

لہذا اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کتاب کے علاوہ بھی انبیاء پر حدیث کی صورت میں وہی نازل کرتا ہے۔

-2- اللہ تعالیٰ کا فرمان:

"وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِي كُنْتَ عَلَيْهَا إِلَّا لِتَعْلَمَ مَنْ يَتَّبِعُ الرَّسُولَ مِمْنْ يُنْقَلِبُ عَلَى عَقِبَيْهِ" ②

"اور نہیں بنایا تھا ہم نے اس قبلہ کو جس پر آپ تھے مگر اسلئے کہ ہم الگ کر دیں اسکو جو رسول کی پیروی کرتا ہے ان لوگوں سے جو اپنی ایڑیوں کے مل پلٹ جاتے ہیں۔"

اس آیت میں اس بات کی صراحت ہے کہ بیت اللہ سے پہلے جس قبلہ کی طرف لوگ نماز پڑھتے تھے اس کا بھی اللہ نے حکم دیا تھا اسلئے اللہ نے فرمایا "جعلنا" "یعنی

① النساء: 163

② البقرة: 143

تحفہ منکرین حدیث

جس کو ہم نے قبلہ بنایا تھا۔

اب سوال یہ ہے کہ پورے قرآن میں کہیں بھی اس حکم کا ذکر نہیں ہے کہ جس میں اللہ نے بیت المقدس کو قبلہ بنانے کا کہا ہو۔

لہذا یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے علاوہ بھی نبی ﷺ پر وحی نازل کی اور وہ احادیث کی صورت میں ہمارے سامنے ہے۔

3۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان!

وَعَلَى الْثَّالِثَةِ الَّذِينَ خُلِقُوا حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَارَحَبْتُ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُوا أَنَّ لَا مُلْجَأَ مِنَ اللَّهِ إِلَّا إِلَيْهِ لَمَّا تَابَ عَلَيْهِمْ لَيَتُوبُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْتَّوَابُ الرَّحِيمُ ①

"اور تین شخصوں کے حال پر بھی غور کرو جن کا معاملہ ملتی چھوڑ دیا گیا تھا یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہونے لگی اور وہ خود اپنی جان سے تنگ آگئے اور انہوں نے سمجھ لیا کہ اللہ سے کہیں پناہ نہیں مل سکتی بجز اسکے کہ اسی کی طرف رجوع کیا جائے۔ پھر انکے حال پر توجہ فرمائی تاکہ وہ آئندہ بھی توبہ کر سکیں میشک اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا بارحم والا ہے۔"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تین شخصوں کے حال کا ذکر کیا ہے۔ اب پورا قرآن پڑھ کر دیکھ لیں ان تین شخصوں کے بارے میں قرآن میں کہیں نہیں ہے کہ وہ کون تھے اور انکے ساتھ کیا معاملہ ہوا تھا۔

جبکہ اسکی وضاحت صحیح بخاری کتاب المغازی باب غزوہ تبوک میں ہے کہ وہ تین شخص کون تھے اور انکے ساتھ کیا معاملہ ہوا تھا۔

تحفه منكرين حديث

1

اللہ تعالیٰ کا فرمان! -4

وَلَقَدْ أَتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمِ ①

"ہم نے آپکو بار بار دھرائی جانی والی سات آیات اور قرآن عظیم عنایت کیا" بار بار دھرائی جانی والی سات آیات کوئی ہیں؟ پورے قرآن میں اسکی کوئی وضاحت نہیں ہے۔ جبکہ صحیح بخاری کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ ان آیات سے مراد سورۃ فاتحہ ہے۔

-5

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطُعُوا أَيْدِيهِمَا ②

"مرد چوری کرے یا عورت ان دونوں کے ہاتھ کاٹ دو"

عربی میں "ید" کا اطلاق انگلی سے بغل تک یعنی پورے بازو پر ہوتا ہے اب ہاتھ کو نسا کانا جائے اور کہاں سے کانا جائے؟ اس بارے میں قرآن خاموش ہے جبکہ صحیح بخاری، کتاب الحدود، باب قول اللہ تعالیٰ "والسارق والسارقہ فاقطعو الایدیهہما" کی حدیث سے یہہ چلتا ہے کہ ہاتھ کلائی سے کانا جائے گا۔

-6- اللہ تعالیٰ کافر مارن!

عَبِيسَ وَتَوَلَّيْ ۝ أَنْ جَاءَهُ الْأَغْمَىٰ ۝ وَمَا يُدْرِيكَ لَعْلَةٌ يَنْزَكُ ۝ أَوْ يَدْكُرُ

فَتَسْعَهُ الدُّكْرِيٌّ ۝ أَمَّا مَنْ اسْتَغْنَىٰ ۝ فَأَنْتَ لَهُ تَصَدِّىٰ ۝ ①

"وہ ترش رو ہوا اور منہ موڑ لیا۔ (اس لئے) کہ اسکے پاس ناہیں آیا۔ تجھے کیا خبر شاید وہ اپنائز کرتا یا فصیحت سنتا اور اسے نصیحت فائدہ پہنچاتی۔ جو بے پرواہی کرتا ہے۔ اسکی طرف تم پوری توجہ کرتے ہو"

الحج ① 87:

الصانع: ٣٨

تحفہ مکرین حدیث

۱۷

پورا قرآن پڑھ کر دیکھیں اور تلاش کریں کہ نبی ﷺ کے پاس کونسا نامینا آیا تھا؟ اور آپ نے کیوں منہ پھیر لیا تھا؟ اور جن کی طرف توجہ دے رہے تھے وہ کون لوگ تھے؟ قرآن میں کہیں بھی اس کی وضاحت نہیں ہے۔

جبکہ "جامع ترمذی - تفسیر سورۃ عبس" میں اسکی مکمل وضاحت موجود ہے کہ وہ نامینا کون تھا اور جن لوگوں کی طرف آپ ﷺ متوجہ تھے وہ کون لوگ تھے۔

7- اللہ تعالیٰ کا فرمان!

"مَا قَطْعَتُمْ مِنْ لِينَةٍ أَوْ تَرَكْتُمُوهَا قَائِمَةً عَلَى أَصْوِلِهَا فَإِذَا دِيَ يَالَّهُ" ②

"محبوب کے جود رخت تم نے کاٹے اور جو کھڑے رہنے دیے یہ اللہ کے حکم سے تھا" اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ سب میرے حکم سے کیا گیا تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ پورے قرآن میں کہیں بھی اس واقعہ کی وضاحت نہیں ہے اور نہ ہی اس حکم کا ذکر ہے۔

جبکہ اس واقعہ کی مکمل وضاحت صحیح بخاری تفسیر سورۃ الحشر میں موجود ہے۔

8- اللہ تعالیٰ کا فرمان!

"وَإِذَا سَرَ النَّبِيُّ إِلَى بَعْضِ أَرْوَاجِهِ حَدِيثًا فَلَمَّا نَبَأَ ثُبَّ بِهِ وَأَظْهَرَ اللَّهُ عَلَيْهِ عَرْقَ بَعْضَهُ وَأَغْرَضَ عَنْ بَعْضِهِ بَعْضَهَا بِهِ قَالَ ثُبَّ مَنْ أَنْبَأَكَ هَذَا قَالَ ثُبَّ نَبَأَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ" ①

"اور (یاد کرو) جب نبی ﷺ نے اپنی ایک بیوی سے راز کی بات کہی پھر جب اس (بیوی) نے بات (دوسری سے) کروی اور اللہ نے اس سے رسول کو مطلع کیا تو نبی ﷺ نے اس بات کا کچھ حصہ بتایا اور کچھ سے اعراض کیا۔ پھر جب آپ ﷺ نے

① سورۃ عبس: 1 تا 6

② الحشر: 5

تحفہ منکرین حدیث

۱۸

اس بات کی بیوی کو خبر دی تو اس نے کہا کہ آپ کو کس نے خبر دی؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے علیم و خیر نے آگاہ کیا۔

نبی ﷺ نے اپنی کوئی بیوی کو بات بتائی؟ اور کوئی راز کی بات بتائی؟ اور اس واحد کی کیا تفصیل ہے؟ پورے قرآن میں اس کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ جبکہ یہ واقع رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں موجود ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری تفسیر سورۃ تحریم۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان!

"وَأَنْزَلَ اللَّهُ عَلَيْكَ الْكِتَبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلِمْكَ مَا لَمْ تَعْلَمْ" ①
اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ پر کتاب و حکمت نازل فرمائی اور وہ کچھ سکھایا جو آپ نہیں جانتے تھے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو چیزوں کے نزول کا ذکر فرمایا: کتاب و حکمت۔ کتاب سے مراد قرآن ہے اور حکمت سے مراد حدیث ہے۔

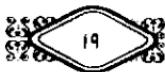
امام شافعیؓ فرماتے ہیں! "فَذِكْرُ اللَّهِ الْكِتَبُ وَهُوَ الْقُرْآنُ وَذِكْرُ الْحِكْمَةِ فَسَمِعْتُ مِنْ أَرْضِي مِنْ أَهْلِ الْعِلْمِ بِالْقُرْآنِ يَقُولُ : الْحِكْمَةُ سَنَةُ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ" ②

ترجمہ: اس آیت میں اللہ نے جس کتاب کا ذکر کیا ہے وہ قرآن ہے اور جس حکمت کے بارے میں فرمایا ہے اس کے بارے میں قرآن کا علم رکھنے والے ان اہل علم سے میں نے سنا ہے جن کو میں پسند کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں کہ حکمت سے مراد رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

① تحریم: 3

② النساء: 113

③ الرسالة: 78



حافظ ابن کثیرؓ فرماتے ہیں: "الْحُكْمَةُ يَعْنِي الْمَسْنَةُ" ①

برفسر نے حکمت سے مراد رسول اللہ کی سنت لیا ہے۔ اس لئے یہ بات ثابت ہوئی کہ حدیث بھی اللہ کی طرف سے نازل کردہ ہے۔

10- اللہ تعالیٰ کا فرمان!

"إِنَّ عِدَّةَ الشُّهُورِ عِنْدَ اللَّهِ أَطْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِي كِتَابِ اللَّهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ مِنْهَا أَرْبَعَةُ حُوْمٌ" ②

جب سے اللہ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا تب سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک مہینوں کی تعداد بارہ (12) ہے اور ان میں چار (4) مہینے حرمت والے ہیں جو کہ اللہ کی کتاب میں ہیں۔

پورے قرآن میں کہیں بھی ان بارہ (12) مہینوں کے نام موجود نہیں ہیں اور نہ ہی حرمت والے مہینوں کے نام مذکور ہیں۔ جبکہ اللہ کا فرمان ہے "فِي كِتَابِ اللَّهِ" کہ کتاب اللہ میں مذکور ہیں۔

اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کتاب اللہ سے مراد رسول اللہ ﷺ کی احادیث بھی ہیں۔ اسلئے کہ ان 12 مہینوں کے نام اور حرمت والے مہینوں کی وضاحت صحیح بخاری، کتاب الفیشر، سورۃ توبہ سے ہی ملتی ہے۔

كِتَابُ اللَّهِ سَمِّ مَرَادَ كَيَابِهِ

منکرین حدیث ایک حدیث کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں جو کہ صحیح بخاری،

① تفسیر ابن کثیر

② توبہ: 36

تحفہ منکرین حدیث

۲۰

کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ میں ہے جس میں عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا "حسبنا کتاب اللہ" کہ ہمیں اللہ کی کتاب کافی ہے" پہلی بات تو یہ ہے کہ منکرین حدیث کیلئے جائز نہیں کہ حدیث سے دلیل پکڑیں کیونکہ ان کے نزدیک احادیث نے لوگوں کو گروہوں میں بانٹ دیا ہے اور خود وہ جیت حدیث کے منکر بھی ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ کتاب اللہ سے کیا مراد یتے تھے؟

اُنکی وضاحت صحیح بخاری میں ہی کتاب المحاربین باب رجم الحبلی میں موجود ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں خطبہ دیا اور فرمایا کہ "رجم رسول اللہ ﷺ و رجمنا بعده، فاخشی ان طال بالناس زمان ان يقول قائل : والله ما نجد آية الرجم في كتاب الله ليصلوا بترك فريضت انزلها الله والرجم في كتاب الله حق على من زنى اذا أحسن" "رجم رسول اللہ ﷺ نے زنا کرنے والے کو رجم کیا اور ہم لوگ بھی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد زانی کو رجم کرتے رہے۔ اب میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایک مدت گذر جائے اور کوئی کہنے والا یوں کہے کہ اللہ کی قسم! رجم کی آیت تو ہم اللہ کی کتاب میں نہیں پاتے اور اللہ کا ایک فرض جس کو اس نے اتنا ترک کر کے گمراہ ہو جائے، ویکھو (ہوشیار رہو) جو شادی شدہ مرد ہو یا عورت زنا کرے اس پر رجم کا حکم کتاب اللہ میں حق و ثابت ہے"

بقول عمر رضی اللہ عنہ کہ کتاب اللہ میں موجود ہے۔ آئیے پورا قرآن پڑھ کر دیکھ لیں اور تلاش کریں کہ "رجم کی سزا" کہاں ہے؟ آپ کہیں نہیں ملے گی۔ کیونکہ عمر رضی اللہ عنہ کا کتاب اللہ سے مراد قرآن و سنت ہے۔

تحفہ منکرین حدیث

۲۱



☆ عبد اللہ ابن مسعودؓ بھی حدیث کو کتاب اللہ سمجھتے تھے۔

ایک عورت ام یعقوب حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ کے پاس آئی اور کہا کہ "مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ ان عورتوں پر لعنت کرتے ہیں جو گونے والی، گدوانے والی، چہرے کے بال اکھیز نے والی اور خوبصورتی کیلئے دانتوں کو کشادہ کرنے والی ہیں۔ عبد اللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا:

"وَمَا لِي لَا لَعْنَ مِنْ لَعْنِ رَسُولِ اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي كِتَابِ اللَّهِ" میں کیوں نہ اس پر لعنت کروں جس پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت کی ہے اور وہ کتاب اللہ میں موجود ہے۔

ام یعقوب نے کہا: "وَاللَّهِ لَقَدْ قَرَأَتِ مَا بَيْنَ الْوَحْيَيْنِ فَمَا وَجَدَتْهُ" اللہ کی قسم میں نے پورا قرآن پڑھ لیا مگر اس میں مجھے نہیں ملا۔

عبد اللہ ابن مسعودؓ نے فرمایا:

"وَاللَّهِ لَنِ قَرَأَتِي لَقَدْ وَجَدْتِي" وَمَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فُخْدُوا وَمَا أَنْهَاكُمُ عَنْهُ فَانْتَهُوا"

اللہ کی قسم اگر تم نے قرآن پڑھا ہوتا تو تمہیں یہ بات ضرور ملتی (اللہ کا فرمان) "جو تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے رک جاؤ" ① یعنی اب اس آیت کے تحت نبی ﷺ کا ہر فرمان کتاب اللہ کی حیثیت رکتا ہے۔

حضرت عائشہؓ نے بریرہؓ (جو کہ لونڈی تھی) کو کہا کہ میں تمہیں آزاد کرا دو گی اور ہلاک میں لے لے گی۔ بریرہؓ نے یہ بات اپنے مالک سے کی تو وہ راضی نہیں ہوئے۔ حضرت عائشہؓ نے یہ بات نبی ﷺ سے بیان کی تو نبی ﷺ نے فرمایا: عائشہؓ! بریرہؓ کی

① صحیح بخاری، کتاب اللباس باب المتنمصنفات

تحفہ منکرین حدیث

۲۲

قیمت ادا کر کے اسے لے لو اور کہو کہ ولاء والی شرط بھی تسلیم کرو کیونکہ والا اسی کی ہوتی ہے جو آزاد کرے۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ نے بریرہؓ کی قیمت ادا کر کے اسے آزاد کر دیا اسکے بعد نبی ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا:

”ما بال رجال يشتري طون شروطاً ليست في كتاب الله . ما كان من شرط ليس في كتاب الله فهو باطل وان كان مائة شرط قضاء الله أحق وشرط الله أوثق و انما الولاء لمن اعنى“

”ان لوگوں کا کیا حال ہے جو اسی شرطیں لگاتے ہیں جو کتاب اللہ میں نہیں ہیں۔ جو شرط بھی کتاب اللہ میں نہیں وہ باطل ہے اگرچہ سو شرطیں ہوں۔ اللہ کا فیصلہ سب سے صحیح اور اللہ کی شرط سب سے مضبوط ہے۔ ولاء اسی کی ہے جو غلام کو آزاد کرتا ہے۔① نبی ﷺ کے قول کے مطابق ”الولاء لمن اعنى“ کتاب اللہ کی شرط ہے جبکہ پورے قرآن میں یہ شرط کہیں نہیں ہے۔

معلوم ہوا کہ کتاب اللہ سے مراد صرف قرآن نہیں ہے بلکہ حدیث رسول ﷺ بھی ہے اس لئے کہ ”الولاء لمن اعنى“ حدیث میں ہے۔

11- اللہ تعالیٰ کا فرمان!

”حافظُوا عَلَى الصَّلَاةِ وَالصَّلُوةِ الْوُسْطَى وَقُوْمُوا إِلَهَ فَإِنْتَنَ“ ②

”نمازوں کی حفاظت کرو اور خاص طور پر بیچ والی نماز کی اور اللہ کیلئے ادب سے کھڑے رہو۔“ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نمازوں کی حفاظت کا اور خاص طور پر بیچ والی نماز کی حفاظت کا حکم دیا ہے۔ لیکن دن میں کتنی نمازوں ادا کرنی ہیں اور وہی نماز کوئی ہے؟ اسکی کوئی وضاحت نہیں ہے۔

① صحیح بخاری، کتاب الشروط۔ باب الشروط في الولاء
② البقرة: 238



تحفہ منکرین حدیث

اُسکی مکمل وضاحت حدیث کے اندر موجود ہے۔ دیکھئے صحیح بخاری، کتاب الجہاد۔

12- اللہ تعالیٰ کا فرمان!

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُتِّلُتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْلِبُوا وَجُوْهُكُمْ وَأَيْدِيْكُمْ إِلَى الْمَرَاقِقِ" ①

"اے ایمان والوں! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہرے کو اور اپنے ہاتھوں کو کہیوں تک
"دھولیا کرو"

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نماز سے پہلے وضو کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ آیت
مدفن ہے جبکہ نماز کا حکم مکہ میں ہی مل گیا تھا۔
اللہ تعالیٰ کا فرمان!

"وَأَمْرُ أَهْلَكَ بِالصَّلَاةِ وَاضْطَرَرَ عَلَيْهَا" ②

"اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور اس پر پابند ہو جائیں"

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا!

"أَقِمِ الصَّلَاةَ لِذَلِكَ الشَّمْسِ إِلَى غَسْقِ الْأَيَّلِ" ③

"نماز قائم کرو سورج ڈھلنے کے وقت سے رات اندر ہیرے تک"

ان دونوں آیتوں میں اللہ نے نماز کا حکم دیا ہے اور یہ آیتیں کمی ہیں۔

تو کیا ہم کہہ سکتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کہہ
میں بتتی نماز میں پڑھیں وہ سب بغیر وضو کے پڑھیں؟ کیونکہ وضو کا حکم تو مدینے میں
نماز ہوا تھا، نہیں بلکہ ہمیں یہ بات مانی پڑے گی کہ وضو کا حکم مکہ میں ہی نازل ہوا تھا
اور وہ حدیث کی صورت میں نازل ہوا تھا وگرنہ نبی ﷺ اور صحابہ کرامؐ بغیر وضو

① المائدہ: 6

② طحہ: 132

③ بنی اسرائیل: 78

تحفہ منکرین حدیث

۲۳

کے نماز کیسے پڑھ سکتے تھے۔

کہا قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے؟

منکرین حدیث قرآن کی ایک آیت بطور دلیل پیش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے وہ آیت یہ ہے -

"وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَبَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ" ①

"اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی جس میں ہر چیز کا بیان ہے" اسلئے جب قرآن میں ہر چیز کا بیان ہے تو پھر حدیث کی ضرورت نہیں ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس سے بھی واضح جملہ تورات کیلئے ارشاد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کا فرمان !

"لَمْ أَتِّنَا مُوسَى الْكِتَبَ تَمَامًا عَلَى الَّذِي أَخْسَنَ وَتَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ" ② "پھر ہم نے موسیٰ (علیہ السلام) کو کتاب عطا کی تاکہ اچھے عمل کرنے والوں پر نعمت پوری ہو اور اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے"

اب اس آیت میں اللہ نے تورات کے متعلق ارشاد فرمایا کہ "تَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ" کہ اس میں ہر چیز کی تفصیل ہے۔ اگر منکرین حدیث کا اعتراض یہ ہے کہ اللہ نے قرآن کے متعلق فرمایا کہ "تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ" لہذا اب قرآن کے علاوہ کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

تو پھر جو اللہ نے تورات کے متعلق فرمایا کہ "تَفْصِيلًا لِكُلِّ شَيْءٍ" ۔ تو پھر تورات کے بعد قرآن کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ جو انکا جواب قرآن کیلئے ہے وہی ہمارا جواب احادیث رسول ﷺ کے لیے ہے۔

① النحل : 89

② انعام : 154

تحفہ مسکرین حدیث

۲۵

جیسا کہ

13- اللہ تعالیٰ کا فرمان!

"فُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاغِيمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمًا حِنْزِيرًا فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أَهْلُ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ" ①
 "آپ کہہ دیجئے کہ جو کچھ احکام بذریعہ وہی میرے پاس آئے ان میں تو میں کوئی حرام نہیں پاتا کسی کھانے والے کیلئے جو اسکو کھائے مگر یہ کہ مردار ہو یا بہتا ہوا خون ہو یا خنزیر کا گوشہ ہو کیونکہ وہ ناپاک ہے یا جو شرک کا ذریعہ ہو کہ غیر اللہ کیلئے نامزد کرو یا گیا ہو"
 اس آیت میں صرف چار (4) چیزوں کی حرمت کے بارے میں آیا ہے اور فرمایا کہ میں ان کے علاوہ کسی چیز کو حرام نہیں پاتا۔

مسکرین حدیث سے ہمارا سوال ہے کہ اللہ نے مردار کو حرام کیا ہے۔ کیا مسکرین حدیث مچھلی نہیں کھاتے؟ اگر کھاتے ہیں تو گویا کہ قرآن کی رو سے وہ حرام کھاتے ہیں۔ اسکے علاوہ بھی بہت ساری چیزیں ایسی ہیں جن کو ہر آدمی حرام سمجھتا ہے جیسے لگدھا، کتا وغیرہ۔ جبکہ اس آیت میں صرف چار چیزوں کا ذکر ہے۔
 اس لیے یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ قرآن میں ہر چیز کی وضاحت نہیں ہے اسی لیے اللہ نے اپنے نبی کو یہ حکم دیا ہے کہ:

"وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الْدِّرْرِلَبِيْنَ لِلنَّاسِ مَا نُنْزِلَ إِلَيْهِمْ" ②

"اور ہم نے آپ کی طرف یہ ذکر اس لیے نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وہ باقی وضاحت سے بیان کر دیں جو انکی طرف اتاری گئی ہیں۔

اگر قرآن میں ہر چیز کی وضاحت ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے نبی ﷺ سے یہ ارشاد نہیں فرماتا کہ آپ وضاحت کے ساتھ ان کے سامنے بیان کر دیں۔

دوسرا حصہحافظت حدیث

منکرین حدیث کہتے ہیں کہ احادیث نبی ﷺ کے ڈھائی سو سال بعد تک ماضی گئیں ہیں۔ لہذا یہ معتبر نہیں ہیں جبکہ یہ بات بالکل غلط ہے اس لیے کہ احادیث نبی ﷺ کے دور میں بھی صحابہ کرامؐ لکھتے تھے اور پھر اللہ نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان!

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْكِتَابَ وَإِنَّا لَهُ لَحَفِظُونَ" ①

"ہم نے یہ فصیحت نازل فرمائی ہے اور ہم ہی اسکے محافظ ہیں"

اللہ تعالیٰ جس چیز کی حفاظت کا ذمہ لے لے تو اسے پوری دنیا والے ملکہ بھی ختم کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے۔

رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی حفاظت و طرح سے ہوئی ہے۔

1- تعلیم اور عمل کے ذریعے 2- کتابت کے ذریعے

-1 حفاظت حدیث تعلیم اور عمل کے ذریعے:

اللہ نے نبی ﷺ کو قرآن کی وضاحت کرنے کی ذمہ داری دی اور نبی ﷺ نے اپنی ذمہ داری کو نبھایا اور صحابہ کو قرآن کی تعلیم دی اور ان تعلیمات پر صحابہ کرام رضی عنہم نے عمل کیا اور اس طرح تعلیم اور عمل کا سلسلہ بحمد اللہ اب تک چلا آ رہا ہے۔

بہت سی احادیث ایسی ہیں جن پر یہ منکرین حدیث بھی عمل کرتے ہیں اور اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ حدیث کو نہ ماننے والے جب نبی ﷺ کی احادیث کی

تحفہ منکرین حدیث

حافظت عمل کے ذریعے کر سکتے ہیں تو پھر حدیث کو مانے والے کیوں اسکی حفاظت نہیں کر سکتے؟

مثلاً: دو عدیں، ختنہ کرنا، بغل اور زیر ناف بال صاف کرنا وغیرہ وغیرہ۔
ان سب پر منکرین حدیث عمل کرتے ہیں حالانکہ انکا ذکر قرآن میں نہیں ہے
 بلکہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث میں ہے۔

اسی طرح یہ تعلیم اور عمل کا سلسلہ نبی ﷺ کے دور سے لیکر اب تک چلا آ رہا ہے اور ان شاء اللہ قیامت تک چلتا رہے گا

1- قبیل عبد القیس کے لوگ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو
آپ ﷺ نے ان کو بہت سے امور دین کی تعلیم دی اور پھر فرمایا!

"احفظوه و اخبروه من وراءكم"①

"ان کو یاد کرو اور اپنے پیچھے والوں کو بھی اس سے مطلع کر دیا"

اس حدیث سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ نبی ﷺ خود صحابہ کرام کو
احکامات بتاتے ہوئے یاد کرنے کا حکم دیتے اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ جو موجود نہ
ہوتے ان تک بھی پہنچانے کا حکم دیتے تھے۔

2- یمن کے کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور فرمایا!

ابعث معنار جلا يعلمنا البنۃ والاسلام فبعث ابا عبیدة بن الجراح②

"آپ ہمارے ساتھ ایسا آدمی بھیجیں جو ہمیں سنت اور اسلام سکھائے لہذا نبی ﷺ نے
ابو عبیدہ بن جراح کو بھیج دیا"۔

یہ بھی بہت بڑی دلیل ہے کہ نبی ﷺ صرف صحابہ کرام کو دینی احکامات نہیں

① صحیح بخاری، کتاب العلم باب تعریض النبی ﷺ و قد عبد القیس علی ان يحفظه

② صحیح مسلم کتاب الفضائل . باب من فضائل ابی عبیدة بن الجراح

تحفہ منکرین حدیث

سمجھاتے تھے بلکہ دیگر علاقوں میں بھی صحابہ کرام کو سمجھتے تاکہ ان کو بھی وہ احکامات سکھائیں۔

3- خمام بن شلبهؓ کو اپنی قوم والوں نے نبی ﷺ کے پاس بھیجا تاکہ وہ دینی احکامات سیکھیں اور پھر ہمیں آ کر سکھائیں۔

لہذا وہ نبی ﷺ کے پاس آئے اور پچھے سوالات کیے اور وہ سوالات نبی ﷺ کی رسالت، نماز، روزہ اور زکوٰۃ کے متعلق تھے۔ نبی ﷺ نے جب جوابات دے دیے تو خمام بن شلبهؓ نے کہا کہ ।

”امت بما جئت به و أنا رسول من ورآئي من قومي“.

”آپ ﷺ (اللہ کے پاس سے) حکم لائے ہیں میں ان پر ایمان لایا اور میں اپنی قوم کے لوگوں کی طرف سے بھیجا گیا ہوں۔“

4- عبد اللہ بن مسعودؓ ہر جمعرات کو لوگوں کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور فرماتے کہ ।

”كان النبي ﷺ يخولنا بها مخالفه السامة علينا“ ①

”نبی ﷺ موقع دیکھ کر ہمیں نصیحت کرتے تھے (روزانہ نہیں کرتے تھے) اس ڈر کی وجہ سے کہ کہیں ہم اسکا نہیں جائیں“

یعنی نبی ﷺ نے لوگوں کو مسائل وغیرہ سمجھانے کیلئے وہ مقرر یے تھے اور ان دونوں میں لوگوں کو دینی مسائل سمجھاتے تھے اور پھر صحابہؓ سمجھنے کے بعد ان پر عمل کرتے تھے اور اسی طرح تعلیم اور عمل کا سلسلہ اس وقت سے لے کر اب تک جاری ہے۔ الحمد للہ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ جو لوگ موجود نہیں ہوتے نبی ﷺ ان تک پہنچانا کا بھی حکم دیتے۔

5- رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو چند باتیں بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا!

① **صحیح بخاری**: کتاب العلم، باب من جعل لاهل العلم ایاما معلومة محکم دلائل سے مذین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لاقن مکتبہ

تحفہ منکرین حدیث

٢٩

"لیبلغ الشاهد الغائب فان الشاهد عسى ان یبلغ من هو اوعى له منه" ①
 حاضر کو چاہیے کہ غائب (جو موجود نہیں ہیں) کو میری باتیں پہنچادے اسلئے کہ ہو سکتے ہے کہ حاضر ایسے شخص کو پہنچائے جو اس سے زیادہ میری باتوں کو محفوظ کر سکے۔
 کس قدر نبی ﷺ کی احادیث کی حفاظت کا اہتمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کرتے تھے۔

6- عن انس عن النبی ﷺ انه كان اذا تكلم بكلمة اعادها ثلاثة حتى تفهم عنه ، و اذا اتى على قوم فسلم عليهم سلم عليهم ثلاثة" ②
 "انس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب بھی کوئی بات فرماتے تو تین بار دہراتے تاکہ لوگ اس کو خوب سمجھ لیں اور جب کسی قوم کے پاس تشریف لے جاتے ان کو سلام کرتے تو تین بار کرتے۔"

صحابہ کرام اس انتظار میں رہتے کہ نبی ﷺ کی زبان سے کچھ الفاظ ادا ہوں اور ہم انہیں یاد کر لیں۔ تو وہ نبی ﷺ کی زبان سے ادا ہونے والا تکرار کے ساتھ جملہ کتنی مضبوطی اور اچھی طرح سے یاد کرتے ہوئے۔

اور صرف یہی نہیں کہ نبی ﷺ مردوں کو دینی مسائل سمجھاتے بلکہ عورتوں کو بھی دینی مسائل سمجھایا کرتے تھے۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے:

"7- عن ابی سعید الخذلی : قال ، قالت النساء للنبی ﷺ غلبنا عليك الرجال فاجعل لنا يو ما من نفسك فو عدهن يو ما لقيهن فيه فو عظهن و امراهن" ③

① صحیح بخاری۔ کتاب العلم، باب قول النبی ﷺ رب مبلغ اوعی من سامع

② صحیح بخاری۔ کتاب العلم، باب من اعاد الحديث ثلاثة لیفهم

③ صحیح بخاری۔ کتاب العلم، باب هل يجعل للنساء جدة في العلم

تحفہ منکرین حدیث

۳۰

"ابو سعید خذريؓ فرماتے ہیں کہ عورتوں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ مرد آپکے پاس آنے میں ہم پر غالب ہوئے تو آپ ﷺ اپنی طرف سے خاص ہمارے لیے ایک دن مقرر کر دیجئے۔ تو آپ ﷺ نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمایا۔ اس دن ان کو صحیح کرتے اور شریعت کے احکامات بیان فرماتے"

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی ﷺ کی احادیث کی حفاظت صرف مردوں نے نہیں بلکہ عورتوں نے بھی عمل کے ذریعے کی ہے اور محمد اللہ اب تک نبی ﷺ کی احادیث کی حفاظت عمل کے ذریعے ہو رہی ہے۔

صحابہ کرام اتنے اہتمام سے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو یاد کرتے تھے اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ نبی ﷺ کی احادیث پر پابندی سے عمل کرنے والے تھے۔ مگر افسوس کہ آج منکرین حدیث اس بات پر اعتراض کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کی احادیث کی حفاظت نہیں ہوئی اور کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس میں اپنی طرف سے من گھڑت باشیں شامل کر دی ہیں۔ ایسا ممکن ہی نہیں ہے کہ کوئی اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھے اور مسلمانوں کو اسکا علم نہ ہو سکے۔ جبکہ اللہ نے حفاظت کا ذمہ لیا ہے تو پھر اللہ سے بڑھ کر بہتر حافظ کون ہو سکتا ہے؟

- 2 - حفاظت حدیث کتابت کے فریضے:

منکرین حدیث ایک حدیث پیش کر کے لوگوں کو گراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"لَا تكتبو اعنی غير القرآن و من كتب عنى غير القرآن فليمحه"
"مجھ سے قرآن کے علاوہ اور کوئی چیز نہ لکھو اور جس نے قرآن کے علاوہ کوئی چیز لکھی ہو تو اسے مٹا دے"

پہلی بات یہ ہے کہ کیا منکرین حدیث کو اپنے عقیدے کی رو سے بطور دليل محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تحفہ منکرین حدیث

۳۱

حدیث پیش کرنا جائز ہے؟ کیا انہیں اپنے اس فعل پر شرم نہیں آئی؟ اپنے مقصد کے لئے حدیث پیش کرنا جائز ہے لیکن اتباع رسول ﷺ میں حدیث کی طرف رجوع ناجائز۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

دوسری بات یہ ہے کہ منکرین حدیث مکمل حدیث پیش نہیں کرتے۔ پوری حدیث اس طرح ہے کہ:

"عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله ﷺ قال لا تكتبوا عنى ومن كتب عنى غير قرآن فليمحه وحدثوا عنى ولا حرج ومن كذب على متعمدا فليتبوأ مقعدة من النار" ①

"ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" مत لکھو میری طرف سے کچھ بھی، اور جس نے قرآن کے علاوہ میری طرف سے کچھ لکھا ہو تو وہ اس کو مٹا دے۔ البتہ میری حدیث بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

حدیث کے الفاظ سے بات واضح ہو رہی ہے کہ رسول ﷺ نے قرآن کے علاوہ لکھنے سے اسلئے منع فرمایا تھا کہ کہیں کلام اللہ اور میرا کلام خلط ماط نہ ہو جائے۔ اس کی وضاحت ایک دوسری حدیث سے بھی ہوتی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے فرمودات لکھ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور ہم سے پوچھا "کیا لکھ رہے ہو؟" ہم نے جواب دیا جو ہم آپ سے سنتے ہیں وہ لکھ رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اکتاب غیر کتاب اللہ امحضوا کتاب اللہ و اخلصوه" ②

① صحیح مسلم، کتاب الزهد، باب التثبت فی الحدیث و حکم کتابة العلم

② مسند احمد 12/3 حدیث 11092

تحفہ منکرین حدیث

کیا اللہ کی کتاب کے علاوہ کوئی دوسری کتاب لکھی جا رہی ہے۔ اللہ کی کتاب کو علیحدہ کر لو اور اسے خالص رکھو"

اس حدیث سے یہ بات واضح طور پر سامنے آئی کہ قرآن کے علاوہ لکھنے سے کیوں منع فرمایا تھا؟

اور جب یہ خطرہ ختم ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کو منع نہیں کیا۔ پھر اس کے علاوہ دیگر ایسی احادیث ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ نے لکھنے کا حکم دیا ہے۔

1۔ "عبدالله ابن عمر ورضي الله تعالى عنه فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ سے جو بھی بات سنتا تو اسے یاد کرنے کیلئے لکھ لیا کرتا پھر مجھے قریش نے لکھنے سے منع کیا اور کہا کہ تم رسول ﷺ سے ہر بات لکھتے ہو حالانکہ رسول اللہ ﷺ انسان ہیں کبھی غصے کی حالت میں ہوتے ہیں اور کبھی خوشی کی حالت میں۔ لہذا میں نے لکھنا چھوڑ دیا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کیا تو رسول اللہ ﷺ نے انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا:

"اكتب فوالذى نفسى بيده ! ما يخرج منه الا حق" ①

"تم لکھ لیا کرو، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس زبان سے سوائے حق کے کوئی بات نہیں لکھی"

اس حدیث میں واضح طور پر رسول اللہ ﷺ نے عبد اللہ ابن عمر ورضي الله تعالى عنہ کو لکھنے کا حکم دیا ہے۔

لہذا یہ بات بالکل غلط ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے لکھنے سے منع فرمادیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی مگرائی میں بھی صحابہ کرام سے احادیث تحریر کروائیں:

2۔ "عبدالله ابن عمر رضي الله تعالى عنه فرماتے ہیں :

① ابو داؤد کتاب العلم باب کتابة العلم
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تحفہ منکرین حدیث

۲۳

"كتب رسول الله ﷺ كتاب الصدقة" ①

رسول اللہ ﷺ نے زکوت کے بارے میں کتاب تحریر کروائی۔

یہ حدیث اس بات پر دلیل ہے کہ کتابت حدیث رسول اللہ ﷺ کے دور میں بھی تھی اور رسول اللہ ﷺ کی نگرانی میں تھی۔

3- عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک کتاب تھی اور فرماتے:

"هذا ما كتب لى رسول الله ﷺ" ②

یہ وہ کتاب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے لکھ کر مجھے دی تھی

4- حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :

"كتب النبي ﷺ على كل بطن عقوله ثم كتب انه لا يحل ان يتولى مولى اجل مسلم بغير اذنه ثم اخبرت انه لعن في صحيحته من فعل ذلك" "بني علیہ السلام نے تحریر لکھوائی کہ ہر قبیلہ پر اس کی دیمت واجب ہو گی پھر لکھوایا کہ کسی مسلمان کے لئے حلال نہیں کہ دوسرا مسلمان کے غلام کا مولیٰ بن جائے بغیر اسکی اجازت کے۔ پھر مجھے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنی کتاب میں اس شخص پر لعنت کی ہے جو ایسا کرے"

یعنی بنی علیہ السلام نے احکام و مسائل پر مبنی تحریریں اپنی نگرانی میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے لکھوائیں جن کو صحابہ نے اپنے پاس محفوظ کر لیا تھا۔

5- ایک اور روایت میں ہے کہ حماد کہتے ہیں میں نے شامہ بن عبد اللہ بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک کتاب لی جس کے متعلق وہ فرماتے تھے کہ اس کتاب کو ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے لکھا اور اس کتاب پر رسول اللہ ﷺ کی مہربارک تھی۔ جب انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ صدقات وصول کرنے والا بنا کر بھیجا تھا تو ان کو یہ کتاب تحریر فرمایا کر عنایت فرمائی۔

① ابو دانود، کتاب الزکوٰۃ . باب فی زکوٰۃ السائمة

② ترمذی، ابواب الدعوات باب ماجاء فی عقد التسبیح باللید

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تحفہ منکرین حدیث

۲۲

تھی۔ ①

6- اسی طرح ایک اور حدیث میں آتا ہے کہ ابن شہاب رحمہ اللہ نے فرمایا: "هذه نسخة كتاب رسول الله ﷺ الذي كتبه في الصدقة وهي عند آل

عمر بن الخطاب رضي الله تعالى عنه" ②

یہ نسخہ اس کتاب کی نقل ہے جس کو رسول اللہ ﷺ نے زکوٰۃ کے بارے میں تحریر فرمایا تھا اور وہ تحریر عربی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کے پاس تھی" ③

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی ﷺ کی تحریروں کو اس قدر محفوظ رکھتے تھے کہ انکے بعد انکی اولاد بھی ان تحریروں کی حفاظت کرتی تھی۔

7- قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن قیس بن عباد قال انطلقت انا والا شتر الى على رضي الله تعالیٰ عنہ
فقلنا هل عهد اليك نبی ﷺ شیا لم يعهدہ الی الناس عامۃ قال لا الا ما
كان فی کتابی هذا فا خرج كتابا من قراب سيفه فاذا فیه "المؤمنون
تکافو دماء هم"

قیس بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں اور اشتر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس گئے اور ان سے پوچھا کیا آپ کو رسول اللہ ﷺ نے کوئی خاص وصیت کی ہے جو اوروں کو نہیں کی ہو؟ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا نہیں مگر جو میری اس تحریر میں ہے۔ پھر ایک نوشہ تحریر اپنی تکوار کے نیام سے نکالی اور اس میں لکھا تھا کہ مسلمانوں کے خون برابر ہیں۔ ④

ان تمام روایات سے منکرین حدیث کی اس بات کا رد ہوتا ہے کہ احادیث نبی ﷺ کی دفات کے ڈھائی سو سال بعد تکھی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ دیگر میثمار دلائل اس موضوع پر موجود ہیں مگر اختصار کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے صرف انہی پر اکتفا کیا ہے۔

① ابو داؤد ، کتاب الزکوٰۃ ، باب فی زکوٰۃ السائمه

② ابو داؤد ، کتاب زکوٰۃ ، باب فی زکوٰۃ السائمه

③ سنن نسائی ، کتاب القسامہ ، باب لقوٰۃ بین الاحرار و الممالیک فی النفس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تيسرا حصہاحادیث پر اعتراضات اور ان کے جوابات

پہلے حصہ میں حدیث کے وحی الہی ہونے پر صرف قرآن سے دلائل پیش کیئے گئے ہیں اور دوسرے حصہ میں حفاظت حدیث پر دلائل دیے گئے ہیں۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ حدیث وحی ہے اور پھر اس وحی کی حفاظت بھی ہر دور میں ہوتی رہی ہے تو پھر اسکے بعد کسی بھی طرح کا اعتراض ذہن میں آنا نہیں چاہیے۔

لیکن پھر بھی دل کے مزید اطمینان کیلئے چند اعتراضات کے جوابات پیش خدمت ہیں۔

مفترضین کے اعتراضات ذکر کرنے سے پہلے ایک بنیادی اصول ذہن نشین کر لیں کہ ہمارے لئے جنت صرف وہی احادیث ہیں جو صحیح اور اس کی اقسام میں شامل ہیں۔ منکرین حدیث نے بہت ساری ضعیف اور موضوع روایات پر بھی اعتراضات کیے ہیں جو کہ سراسر لغو اعتراضات ہیں اس لیے کہ ضعیف اور موضوع روایات محدثین کے ہاں جنت نہیں ہیں۔ لیکن منکرین حدیث کو اصول حدیث کا کیا علم؟

اعتراض نمبر 1: "نبی ﷺ کا فرمان" جب میری کوئی حدیث بیان کی جائے تو اسے قرآن پر پیش کرو پس اگر وہ قرآن کے مطابق ہو تو قبول کرو اور اگر قرآن کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دو۔ ①

جواب: 1- منکرین حدیث کو اس بات پر شرم نہیں آئی کہ ایک طرف تو احادیث کو ڈھانی سو سال بعد کی پیداوار اور عجمیوں کی سازش کہہ کر رد کر دیتے ہیں اور دوسری طرف اپنے موقف کو ثابت کرنے کیلئے اور اپنے مطلب کیلئے حدیث کا سہارا لیتے ہیں۔

① اسلام کے مجرم صفحہ نمبر 15

تحفہ منکرین حدیث

۳۶

2- منکرین حدیث ان احادیث پر اعتراض کرتے ہیں جن کی صحت پر پوری امت کا اجماع ہے اور ان روایات کو بطور دلیل پیش کرتے ہیں جن کے موضوع ہونے پر اجماع ہے۔

اسکی اصل وجہ صرف اور صرف مطلب پرستی ہے۔

یہ روایت امام شافعی کی کتاب "الرسالة" میں مذکور ہے۔ اس روایت کے بارے میں "یحیی بن معین فرماتے ہیں" اس حدیث کو زناوچہ نے گھرا ہے۔ لہذا یہ روایت جھوٹی ہے۔ ①

اسلئے منکرین حدیث کی یہ دلیل سراسر جھوٹی اور صرف لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے ہے۔ منکرین حدیث سے گزارش ہے کہ پہلے احادیث کا مطالعہ کریں۔ اسکے بعد اگر ذہن میں کوئی اعتراض آئے گا تو جواب بھی خود بخود ان شاء اللہ ذہن میں پیدا ہو جائیگا۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر 2: "خولہ بنت حکیم نے خود کو رسول اللہ ﷺ کیلئے تھفتاً پیش کیا"۔ ②
جواب: منکرین حدیث اس حدیث کو ادھوری اور غلط ترجیح کے ساتھ پیش کرتے ہیں جس سے ان کا فتنہ پرور اور فسادی ہونا ثابت ہوتا ہے۔ یہ حدیث صحیح بخاری میں اس طرح ہے۔

"كانت خولة بنت حكيم من اللاتي و هي من انسانهن للنبي ﷺ
فقالت عائشة اما تستحي المرأة ان تهب نفسها للرجل فلما نزلت (ترجمي
من تشاء منها) قلت يا رسول ما ارى ربک الا يسارع في هواك" ③

① تذكرة الموضوعات صفحہ 28

② اسلام کے مجروم صفحہ 27

③ صحیح بخاری۔ کتاب النکاح، باب هل للمرأة ان تهب نفسها ل احد
محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تحفہ منکرین حدیث

۳۷

ترجمہ: خولۃ بنت حکیم ان عورتوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کیلئے ہبہ کیا تھا۔ پس عائشہؓ نے فرمایا کہ عورت کو ایسا کرنے میں حیا نہیں آتی؟ جب یہ آیت نازل ہوئی (جس کو آپ چاہیں دور کر دیں اور جسے چاہیں قریب کر دیں) تو عائشہؓ نے کہا، اے اللہ کے رسول میں دیکھتی ہوں کہ آپ کا رب آپ کی خواہشات پوری کرنے میں جلدی کرتا ہے۔

اور اس کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے۔ اللہ کا فرمان!

وَأَمْرَأٌ مُؤْمِنَةٌ إِنْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلّٰهِ إِنْ أَرَادَ النَّبِيُّ إِنْ يُسْتَكِحَ حَهَا خَالِصَةً لَكَ مِنْ
فُونِ الْمُؤْمِنِينَ ①

وہ مومنہ عورت بھی جو اپنے آپ کو نبی ﷺ کیلئے ہبہ کر دے اور نبی ﷺ اس کو اپنے نکاح میں لینا چاہیں تو یہ رعایت صرف آپ ﷺ کیلئے ہے کسی مومن کیلئے نہیں۔ اور جب خولۃ نے اپنی ذات نبی ﷺ کو ہبہ کی تو اسکی اجازت کیلئے یہ آیت نازل ہوئی "تُرْجِيَ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَتُؤْمِنُ إِلَيْكَ مَنْ تَشَاءُ" یعنی آپ جس بیوی کو چاہیں علیحدہ رکھیں اور جسے چاہیں اپنے پاس رکھیں۔

اور عائشہؓ نے حیا والا جملہ اسلئے کہا تھا کہ اس وقت آیت نازل نہیں ہوئی تھی پھر جب یہ آیت نازل ہوئی تو عائشہؓ خاموش ہو گئیں۔ واللہ اعلم یہ اس حدیث کی مکمل وضاحت ہے جس میں ہبہ کا معنی و مفہوم بھی سمجھ میں آ رہا ہے کہ ہبہ سے مراد نکاح ہے۔

اتی وضاحت کے بعد بھی اگر کسی کے ذہن میں کوئی اعتراض وارد ہوتا ہے تو یہ حدیث کی خرابی نہیں ہے بلکہ اسکے ذہن کی خرابی ہے۔

اعتراض نمبر 3: نبی ﷺ نے فرمایا "ساتویں آسمان کے اوپر ایک سمندر ہے اسکے اوپر

① سورہ الاحزاب آیت 50

تحفہ منکرین حدیث

سات پہاڑی بکرے ہیں ان بکروں کے اوپر عرشِ الٰہی ہے۔

اگر ہندو کہے کہ زمین گائے کے سینگوں پر قائم ہے تو اعتراض کیوں؟ ①

جواب: منکرین حدیث کی کم علمی کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ نہ تو انکا حدیث پر مطالعہ ہے اور نہ ہی صحیح اور ضعیف کی پہچان ہے۔ کسی بھی حدیث کو صرف سرسری پڑھ کر اعتراض کرنے لگ جاتے ہیں۔ حالانکہ اگر منکرین حدیث کسی بھی حدیث کو پڑھنے کے بعد اس پر تدبیر اور تحقیق کریں تو ان شاء اللہ کسی بھی قسم کا اعتراض ان کے ذہنوں میں جگہ نہیں لے سکے گا۔

یہ حدیث "جامع ترمذی، کتاب الشفیر، تفسیر سورۃ آل عمران" میں موجود ہے۔ امام بخاری نے اس پر کلام کیا ہے (تاریخ الکبیر جلد نمبر 5) اور علامہ ناصر الدین البانی نے بھی اسے ضعیف کہا ہے (ضعیف ترمذی)۔ امام نسائی نے بھی اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب جلد 5 صفحہ 517) اسلئے یہ روایت ضعیف ہے قبل قبول نہیں ہے۔ واللہ اعلم

اور جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ روایت ضعیف ہے تو پھر اس پر کوئی اعتراض کرنا جہالت اور کم علمی ہے۔

اعتراض نمبر 4: "عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جب نبی ﷺ نے ان سے نکاح کیا تو ان کی عمر 6 سال تھی اور جب ان سے خلوت کی گئی تو ان کی عمر 9 سال تھی۔"

قرآن کے مطابق وہنی اور جسمانی بلوغت نکاح کیلئے لازم ہے۔ ②

جواب: یہ حدیث "صحیح بخاری کتاب النکاح باب تزویج الاب ابنة من الامام" میں ہے۔

① اسلام کے مجرم صفحہ 27

② مسلم دلائل کی حیثیت مجموعہ صفحہ 314 میں 31 م موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تحفہ منکرین حدیث



منکرین حدیث نے یہاں اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا ہے کہ "قرآن کے مطابق نکاح کیلئے بلوغت لازم ہے۔"

اس لزوم کا ذکر پورے قرآن میں کہیں بھی نہیں ہے۔ یہ منکرین حدیث کا جھوٹ ہے۔ بلکہ قرآن میں اس بات کی دلیل ہے کہ نابالغہ کا نکاح ہو سکتا ہے۔

اللہ کا فرمان ! وَالَّتِي ءيَشْنَسْ مِنَ الْمَعِيْضِ مِنْ نِسَاءٍ يُكْمُ إِنْ اذْتَبْتُمْ فَعَدَ تَهْنَئَ ثَلَاثَةَ أَشْهَرٍ وَالَّتِي ءلَمْ يَعْضُنْ ط ①

ترجمہ: تمہاری عورتوں میں سے جو عورتیں حیض سے نامید ہو گئی ہوں، اگر تمہیں شبہ ہو تو ان کی عدت تین مہینے ہے اور ان کی بھی جنہیں حیض آنا شروع نہ ہوا ہو۔

اس آیت میں اللہ نے نابالغہ کے طلاق کی عدت بیان کی ہے اور طلاق نکاح کے بعد ہی ہوتی ہے۔

اس لئے یہ آیت اس بات کی بالکل واضح دلیل ہے کہ نابالغہ لڑکی کا نکاح ہو سکتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم یہ کہیں کہ یہ حدیث من گھڑت ہے اور نکاح کے لئے بلوغت شرط ہے۔ تو غیر مسلموں کو قرآن پر اعتراض کا موقع مل جائے گا کہ اسلام میں نکاح کیلئے بلوغت شرط ہے تو اللہ نے نابالغہ کے طلاق کی عدت کیوں بیان کی ہے؟

منکرین حدیث کے پاس سوائے سرجھکانے کے اسکا کوئی جواب نہیں ہے۔ بلکہ حدیث کو مانے والوں کے پاس جواب کے طور پر یہ حدیث ہے کہ ہمارے نبی ﷺ نے نابالغہ سے نکاح کیا ہے لہذا یہ اعتراض فضول ہے۔

تیسرا بات یہ ہے کہ بلوغت کی کوئی خاص اور متعین عمر نہیں ہے بلکہ یہ بلوغت ہر علاقے کی آب و ہوا اور انکی خوراک کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ بعض سرد علاقوں میں لڑکیاں دیر سے بالغ ہوتی ہیں جبکہ بعض گرم علاقوں میں لڑکیاں بہت جلدی بالغ ہو جاتی ہیں۔

① سورۃ الطلاق آیت نمبر 4

تحفہ منکرین حدیث

عرب چونکہ بہت گرم ملک ہے اور عربوں کی خوارک بھی کھجور اور زیتون ہوتی ہے اسلئے وہاں لڑکیاں بہت جلد بالغ ہو جاتی ہیں۔

لہذا 9 سال کی عمر میں کسی لڑکی کا بالغ ہونا کوئی بعد نہیں ہے۔ واللہ عالم اعتراض نمبر 5: "ابو سلمہ کہتے ہیں کہ میں اور عائشہؓ کے بھائی عائشہؓ کے پاس گئے اور ان سے رسول اللہ ﷺ کے غسل جنابت کے بارے میں پوچھا انہوں نے غسل کر کے دکھایا اور اپنے سر پر پانی بھایا۔ ہمارے اور ان کے درمیان ایک پرودہ حائل تھا"۔ ① جواب: یہ حدیث "صحیح بخاری" کتاب الغسل باب الغسل بالصاع و نحوہ" میں ہے۔ پہلی بات یہ ہے کہ سوال کرنے والے کوئی غیر محروم نہیں تھے۔ ایک بھائی اور دوسرا بھائی تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ انکا سوال نہانے کے طریقے کے بارے میں نہیں تھا بلکہ "غسل النبی ﷺ نہانے کے پانی کے بارے میں تھا۔ اگر منکرین حدیث تھوڑی بہت بھی عربی جانتے ہوتے تو کبھی یہ اعتراض نہیں کرتے۔

امام بخاری نے اس حدیث پر باب باندھا ہے "باب الغسل بالصاع و نحوہ" یعنی غسل کرنا ایک صاع پانی سے "امام بخاری" کے اس باب باندھنے سے ہی اس کا معنی واضح ہو جاتا ہے۔

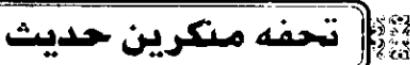
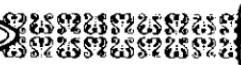
اسکے علاوہ "صحیح بخاری" کتاب الغسل باب من الفرغ بیمینه علی شما الله" میں "غسل" پانی کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ "وضعت لرسول الله ﷺ غسلا" میں نے رسول اللہ ﷺ کیلئے پانی رکھا"۔ لہذا یہ بات معلوم ہو گئی کہ انہوں نے غسل کے پانی کی مقدار کے بارے میں

① اسلام کے مجرم صفحہ 45

محکم دلائل سے مذین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تُحْفَهُ مُنْكِرِينَ حَدِيثٍ



سوال کیا تھا۔

تمیری بات یہ ہے کہ عائشہؓ نے ان کو زبانی غسل کے بارے میں بتایا تھا پھر جب انہوں نے تعجب کیا کہ اتنے کم پانی سے غسل کیسے ہو سکتا ہے؟ تو عائشہؓ غسل خانہ لے گئیں اور غسل کیا اور آکر بتایا کہ جس طرح میں نے غسل کیا ہے۔ اس طرح نبی ﷺ نے بھی اتنے پانی سے غسل کیا ہے

اسکی وضاحت صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ:

"ابو سلمہ فرماتے ہیں کہ عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ جب غسل کرتے تو دامیں ساتھ سے شروع کرتے اور اس پر پانی بہا کر گندگی کو دھوتے اور پھر فارغ ہو کر اپنے سر پر پانی بہاتے" ①

اس حدیث سے مسئلہ بالکل واضح ہو گیا کہ حضرت عائشہؓ نے پہلے ان کو زبانی سمجھایا اور اسکے بعد غسل خانہ میں جا کر غسل کیا اور رہی بات غسل خانہ کی تو اس وقت گھروں میں اسی طرح غسل خانے ہوا کرتے تھے کہ چاروں طرف چادریں باندھ لیا کرتے تھے اور وہ چادریں ایسی ہوتی تھیں کہ ان میں جسم نظر نہیں آتا تھا۔

یہ اس حدیث کی مکمل وضاحت ہے اسکے بعد بھی اگر کوئی اس پر اعتراض کرتا ہے تو ہم سرفہرست اسکی ہدایت کیلئے دعا کر سکتے ہیں۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر 6: "نحوت تین چیزوں میں ہوتی ہے یوں میں، گھر میں اور گھوڑے میں" ②

جواب: یہ حدیث "صحیح بخاری" کتاب الطب باب لاعدوی "میں ہے۔ ایک نام اصول ہے کہ ایک آیت دوسری آیت کی وضاحت کرتی ہے اور اسی طرح ایک حدیث دوسری حدیث کی وضاحت کرتی ہے۔

یہی حدیث صحیح بخاری میں "کتاب النکاح باب ما یتلقى من الشوم المرأة" میں وضاحت کے ساتھ ہے کہ!

"ان کام الشوم لى شى لفلى الدار والمرأة والفرس"

① صحیح مسلم کتاب الحیض باب القدر المستحب من الماء في غسل الجنابة

② اسلام کی مجموم صفحہ 37

تحفہ منکرین حدیث

۲۲

"اگر نخوست ہوتی تو گھر، عورت اور گھوڑے میں ہوتی"
 اس حدیث نے پہلی حدیث کی وضاحت کر دی کہ نخوست کی کوئی حقیقت نہیں
 ہے اگر نخوست کی حقیقت ہوتی تو ان تین چیزوں میں ہوتی کیونکہ یہ تینوں گھر، عورت
 اور گھوڑا عربوں کو بہت محبوب تھے۔

اسلئے کسی بھی حدیث پر اعتراض کرنے سے پہلے اس حدیث کا خوب مطالعہ کر
 لینا چاہیے اگر یہی طریقہ کار رہا کہ ایک حدیث پڑھ لی اور اس پر اعتراض کرنے لگے تو
 پھر قرآن بھی اس طرح کے اعتراضات سے محفوظ نہیں رہ سکے گا۔ واللہ اعلم
 اعتراض نمبر 7: "حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم میں سے کسی کو حیض آتا اور رسول اللہ ﷺ
 اختلاط کرنا چاہتے تو حیض کے غلبہ کے دوران از اباد ملنے کا حکم دیتے اور پھر اختلاط فرماتے"

قرآن اس سے منع کرتا ہے۔ ①

جواب: پہلے تو ہمیں یہ سمجھنا چاہیے کہ قرآن نے کس چیز سے منع کیا ہے؟
 اللہ کا فرمان اوَ يَسْأَلُونَكُمْ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذَى فَا عَنِزِّلُوا النِّسَاءُ فِي
 الْمَحِيْضِ وَ لَا تَقْرَبُوهُنَّ حَتَّىٰ يَطْهَرْنَ فَإِذَا اتَّطَهَرْنَ فَلَا تُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ
 أَمْرَكُمُ اللَّهُ طَإِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَّطَهِرِيْنَ ②
 ترجمہ: اور لوگ آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں آپ کہہ دیجئے!
 حیض ایک تکلیف ہے اس لیے حیض کے دوران عورتوں سے دور رہو اور جب تک وہ
 پاک نہ ہو جائیں ان کے قریب نہیں جاؤ اور پاک ہونے کے بعد ان کے پاس جاؤ
 جیسے اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات سمجھائی ہے کہ حیض ایک طرح کی تکلیف
 ہوتی ہے اسلئے اس میں بیویوں سے جماع کرنے سے منع کیا ہے۔
 اس آیت میں قریب جانے کا مطلب ہے جماع کرنا، وگرنہ بیماری میں اگر بیمار
 سے بالکل دور رہا جائے تو اس سے بیمار کو اور تکلیف ہوتی ہے۔

① اسلام کری مجرم صفحہ 46

② سورہ بقرۃ آیت نمبر 222

تحفہ متکرین حدیث

۳۲

متکرین حدیث کی کم علمی اور عربی سے ناواقفیت کی بناء پر یہ اعتراض پیدا ہوا ہے کہ وہ "مباشرت" کا معنی "جماع" کرتے ہیں جو کہ اصلی اور حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی معنی ہے۔ جبکہ "مباشرت" کا اصلی اور حقیقی معنی ہے "اللمس باليد من اللمس" یعنی صرف ہاتھ سے چھونا یا دو جسموں کا ملننا۔ ①

اور حدیث پر غور کرنے سے بھی اس کا معنی بالکل واضح ہو جاتا ہے۔

"عاشرہ" فرماتی ہیں، کان یا مرنی فائذر فیا شرنی وانا حائض"

"کہ جیس کی حالت میں مجھے تہبند باندھنے کا حکم دیتے اور پھر مجھ سے مباشرت کرتے اگر مباشرت سے مراد جماع ہے تو پھر نبی ﷺ تہبند باندھنے کا کیوں حکم دیتے؟

"جب مباشرت کا معنی معلوم ہو گیا تو اب حدیث کا ترجمہ یوں ہو گا۔

"کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں بوسہ دیتے اور ہاتھ لگاتے تھے اور پیار کرتے تھے" اب کھلے ذہن سے اس حدیث پر غور کریں گے تو ان شاء اللہ کوئی اعتراض ذہن میں پیدا نہیں ہو گا۔ واللہ اعلم

اعتراض نمبر 8: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اذان دی جاتی ہے تو شیطان گوزتا ہوا یعنی ہوا خارج کرتا ہوا بھاگ جاتا ہے۔

یہ سرکار دو عالم ﷺ کی زبان ہو سکتی ہے؟ (اسلام کے محروم صفحہ 42)

جواب: ان الفاظ پر تعجب کی بات نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن الکریم میں شیطان کیلئے اس طرح کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔

اللہ کا فرمان! قَالَ فَأَخْرُجْ مِنْهَا فَإِنْكَ رَجِيمٌ ②

ترجمہ: اس (جنت) سے نکل جا تو مردود ہے۔

دوسری جگہ فرمایا!

غُلَّبَ بَعْدَ ذَلِكَ رَجِيمٌ ③

① عن المعبد

② سورة الحجر آیت 34 ③ سورة القلم آیت 13

تحفہ منکرین حدیث

ترجمہ: گروں کش پھر ساتھ ہی بے نسب ہو۔

اللہ نے شیطان کو مردوں کہا ہے اور بے نسب یعنی حرامی بھی کہا ہے اور شیطان ہے بھی انہی الفاظ کے لائق۔ اب منکرین حدیث کا اعتراض ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ شیطان کو برے الفاظ سے پکارنے میں ان کو کیا تکلیف ہو رہی ہے۔ واللہ اعلم اعتراض نمبر ۹: "رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے امن بدل دینہ فاقٹلوہ" جو شخص دین اسلام چھوڑ جائے تو اسے قتل کر دو۔

قرآن کہتا ہے کہ "لا اکراه فی الدین" دین میں زبردستی نہیں ہے۔ لہذا حدیث قرآن کے خلاف ہے۔

بواب: منکرین حدیث پہلے آیت کو اچھی طرح سمجھیں پھر حدیث کو سمجھیں اسکے بعد اعتراض کریں۔

یہ آیت سورۃ بقرہ کی آیت نمبر 256 ہے۔ اس آیت کا معنی مفہوم یہ ہے کہ کسی بھی شخص کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔

اور حدیث میں ہے کہ جو اپنی مرضی سے اسلام لے آئے تو پھر وہ اسلام کو چھوڑ نہیں سکتا اور اگر کوئی اسلام لانے کے بعد مردہ ہو جائے تو اسے قتل کیا جائے گا۔

اب منکرین حدیث بتائیں کہ یہ حدیث کس طرح قرآن کی آیت کے خلاف ہے؟ دونوں الگ مسئلے ہیں۔ اسلئے دونوں کیلئے الگ الگ حکم ہیں۔

ہو سکتا ہے کہ کوئی اس بات پر بھی اعتراض کرے کہ جب اسلام اپنی مرضی سے قبول کیا ہے تو پھر اپنی مرضی سے چھوڑ کیوں نہیں سکتا؟ اس کا جواب قرآن کریم میں ہی موجود ہے۔

اللہ کا فرمان اور قائل تُلِئِفَةٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِنْتُوا بِاللَّذِي أُنْزِلَ عَلَى الَّذِينَ أَمْنَوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَأَكْفَرُوا ۚ آخِرَةٌ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۝

ترجمہ: اور اہل کتاب کی ایک جماعت نے کہا کہ صبح کے وقت اس چیز پر ایمان لے آؤ جو ایمان والوں پر نازل کی گئی ہے اور شام کے وقت اس کا انکار کر دو تو اس کے

تحفہ مکرین حدیث

۳۵



(مسلمان) واپس لوٹ جائیں۔

یہ اہل کتاب کی ایک چال تھی جس سے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کیا اور پھر رسول اللہ ﷺ نے انکی ان چالوں کو نافذ کرنے کیلئے اس قانون کو نافذ کر دیا کہ "جو مرتد ہو جائے اسے قتل کر دو۔"

اس سے ان کے حوصلے پست ہو گئے اور مسلمان ان کی سازشوں سے محفوظ ہو گئے۔ اس قانون کے کتنے فوائد ہیں اس پر غور و مفکر کرنے سے ہی بحث میں آتا ہے۔ اور اگر یہ قانون نہ ہوتا تو غیر مسلم بڑی آسانی سے مسلمانوں کے گروہوں میں شامل ہو کر اسکے راز جاننے کے بعد ان کو بہت بڑا نقصان پہنچا سکتے ہیں اور یہی قانون ہر ملک کی فوج میں شامل ہے کہ وہ زبردستی کسی کو اپنی فوج میں شامل نہیں کرتے۔ لیکن جو اپنی مرضی سے فوج میں شامل ہو جاتا ہے تو پھر اسے چھوڑنے کی اجازت نہیں ہوتی کیونکہ اس سے فوج کو بہت بڑے نقصان کا خطرہ ہوتا ہے۔ اسلئے اسلام کا کوئی بھی حکم فضول نہیں ہے بلکہ اس میں مسلمانوں کیلئے بے شمار فوائد ہیں۔

لہذا قرآن کی آیت اس بات کا حکم دیتی ہے کہ کسی بھی شخص کو زبردستی اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور حدیث یہ حکم دیتی ہے کہ کسی کو اسلام لانے پر مجبور نہیں کیا جائیگا لیکن اگر کوئی اپنی مرضی سے اسلام میں داخل ہو جائے تو پھر اسے واپس کفر کی طرف پہنچنے کی اجازت نہیں ہے اور اگر کوئی واپس کفر کی طرف پہنچ جائے تو اسے قتل کیا جائے گا۔ واللہ عالم

اعتراض نمبر 10: "حدیث معراج پر اعتراض"

موسیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ تمہاری امت 50 نمازیں نہیں پڑھ سکے گی اللہ تعالیٰ سے درخواست کر کے کم کر داؤ۔ پھر اس طرح کرتے کرتے رسول اللہ ﷺ نے آخر میں پانچ نمازیں کروا دیں۔

یعنی اس بات کا علم نہ اللہ کو تھا اور نہ ہی رسول اللہ ﷺ کو کہ 50 نمازیں اہم پر بھاری ہو گی یہ تو پھر موسیٰ کا کمال ہوا۔

تحفہ منکرین حدیث

۶۲

جواب: (۱) مکرین حدیث کی ان لفاظیوں پر افسوس ہوتا ہے کہ کس قدر یہ لوگوں کو اسلام سے تنفس کر رہے ہیں کاش کہ یہ اعتراض کرنے سے پہلے خوب مطاہد کرتے تو ان کے ذہنوں میں یہ شیطانی سازشیں جگہ نہ لیتیں۔

درحقیقت اللہ تعالیٰ کو یہ معلوم تھا کہ یہ امت بچاں نمازیں نہیں پڑھ سکے گی لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ بہت محبوب ہے کہ اس کے بندے اس سے انجا کریں۔

اللہ تعالیٰ خود ہی ایسا حکم نہیں دیتا جو اس کے بندوں پر دشوار ہو۔

اللہ کا فرمان ابُرُ يَدَ اللَّهِ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُؤْبَدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ①

ترجمہ: "اللہ تم پر آسانی کرنا چاہتا ہے اور تم پر تخفی نہیں کرنا چاہتا"۔

مگر ساتھ ہی ساتھ یہ بھی چاہتا ہے کہ یہ بندے اس سے انجا کریں اور پھر وہ اپنے بندوں پر تخفیف کرے اور ان پر احسان کرے۔

اس کے علاوہ اس اعتراض کا جواب قرآن کریم میں بھی ہے۔

مویٰ نے اللہ سے کہا!

وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِيْهِ هَرُونَ أَخْمَى اشْدُدْ ذِيْهَ أَذْرِعَهُ وَأَشْرَكَهُ لِيْلَى أَمْرَى ②

ترجمہ: "اے اللہ میرے اہل میں سے میرا وزیر بنادے۔ یعنی میرے بھائی ہارون کو اس کے ذریعے مجھے قوت عطا فرم اور اسے میرے کام میں شریک کرو۔

کیا مکرین حدیث یہاں یہ اعتراض کر سکتے ہیں کہ "کیا اللہ کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ مویٰ اس کام کو سرانجام نہیں دے سکتے"؟

اور پھر جب مویٰ نے توجہ ولائی تو اسکے بعد اللہ نے ہارون کو بھی رسول بنادیا؟

اللہ کو یہ علم تھا کہ مویٰ اس کام کو سرانجام نہیں دے سکتے لیکن اللہ چاہتا ہے کہ میرے بندے مجھ سے انجا کریں اور پھر جب مویٰ نے انجا کی تو اللہ نے اُنکی انجام لی اور ہارون کو بھی رسول بنادیا۔ یہی وضاحت معراج والی حدیث کی بھی ہے کہ اللہ کو علم تھا کہ 50 نمازیں اس امت پر بھاری ہیں لیکن اللہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ

① سورۃ البقرہ آیت 185

② طحہ 29 تا 32

تحفہ منکرین حدیث

۲۷

جھ سے التجا کریں پھر جب رسول اللہ ﷺ نے التجا کی تو اللہ نے التجا نبی اور نمازوں میں تخفیف کر دی۔ واللہ عالم

جواب : (2) اسی طرح قرآن میں ناسخ و منسوخ کی مثالیں :

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان !

**أَحْلَلَ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثَ إِلَى يَسَّارِكُمْ طَهْنَانَ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لَيَا مُ
لَهْنَ عِلْمَ اللَّهِ أَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْتَنُونَ أَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ فَالَّذِينَ
بَاشِرُوْهُنَّ وَبَغْوُا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَكُمْ وَكُلُوا وَاشْرُبُوا حَتَّى يَبَيِّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ
الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ①**

ترجمہ : روزوں کی راتوں میں اپنی بیویوں سے ملا تھا رے لئے حلال کیا گیا وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو تمہاری پوشیدہ خیانتوں کا اللہ تعالیٰ کو علم ہے اس نے تمہاری توبہ قبول فرمایا اب تمیں ان سے مبارشت کی اور اللہ تعالیٰ کی لکھی ہوئی چیز کی تلاش کرنے کی اجازت ہے۔ تم کھاتے پینتے رہو یہاں تک کہ صبح کا سفید دھا کر سیاہ دھاگے سے ظاہر ہو جائے۔

ابتدائے اسلام میں یہ حکم تھا کہ روزہ افطار کرنے کے بعد عشاء کی نماز یا سونے تک کھانے پینے اور بیوی سے ملنے کی اجازت تھی، سونے کے بعد ان میں سے کوئی بھی کام نہیں کیا جا سکتا تھا۔ لیکن یہ پابندی سخت تھی اور اس پر عمل مشکل تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ دونوں پابندیاں اٹھالیں اور افطار سے لیکر صحیح صادق تک کھانے پینے اور بیوی سے ملنے کی مرحمت فرمادی

منکرین حدیث کو سوچنا چاہئے کہ ان کا یہ اعتراض قرآن پر بھی وارد ہو سکتا ہے کہ کیا پہلے اللہ کو اس بات کا علم نہیں تھا کہ یہ پابندیاں میرے بندوں پر مشکل ہو گئی؟ اس کی وضاحت یہ ہے کہ انسان جب کسی مشکل سے آسانی کی طرف آتا ہے تو بہت خوش ہوتا ہے اور اس آسانی پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور عمل میں اور آگے بڑھ جاتا ہے۔ اس لئے یہاں مقصود بھی بھی ہے کہ بندے خوش ہو جائیں اور اللہ کا ان پر احسان

تحفہ منکرین حدیث



بھی ہو جائے۔

دوسری مثال: اللہ تعالیٰ کا فرمان
 الْفَنِ حَقَّفَ اللَّهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ أَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا طَفَافًا يَكُنْ مِنْكُمْ مَا نَهَىٰ صَابِرَةً
 يَغْلِبُوا اِمَانَتِينَ وَإِنْ يَكُنْ مِنْكُمْ أَلْفُ يَغْلِبُوا أَلْفَيْنِ بِإِذْنِ اللَّهِ طَوَّالَهُ مَعَ
 الصَّرِيرَيْنَ ①

ترجمہ: اب اللہ تمہارا بوجہ ہلاک کرتا ہے، اور وہ خوب جانتا ہے کہ تم میں ناتوانی ہے، پس اگر تم میں سے ایک سو صبر کرنے والے ہوں گے تو وہ دوسو پر غالب رہیں گے اور اگر تم میں سے ایک ہزار ہو گئے تو وہ اللہ کے حکم سے دو ہزار پر غالب رہیں گے اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

اس آیت سے پہلی والی آیت میں اللہ نے فرمایا کہ "اگر تم میں میں صبر کرنے والے ہو گئے تو وہ دوسو پر غالب آ جائیں گے اور اگر سو ہو گئے تو ایک ہزار پر غالب آ جائیں گے"۔

لیکن اس آیت میں اللہ نے تبدیلی کر دی اور فرمایا کہ "اگر سو صبر کرنے والے ہو گئے تو وہ دوسو پر غالب آ جائیں گے اور اگر ایک ہزار ہو گئے تو وہ دو ہزار پر غالب آ جائیں گے"۔

اس طرح یہ اعتراض اس آیت پر بھی وارو ہو سکتا ہے۔

لیکن اس آیت کیوضاحت اسی آیت کے اندر ہے کہ جب مسلمانوں کے اندر کچھ کمزوری پیدا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ واللہ اعلم



حدیث بھی قرآن ہی کی طرح حجت شرعیہ ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ إِمَّا مَنْ يَرْجُوا اللَّهَ وَالْيَوْمَ
الآخِرَ (الاحزاب ۲۱)

”یقیناً تمہارے لیے رسول اللہ کی ذات گرامی میں بہترین نمونہ ہے اس شخص کے
لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے۔“

یہ بہترین نمونہ (اسوہ حسنہ) یقیناً قرآن سے ایک الگ چیز ہے۔ لیکن الگ
ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ قرآن کی طرح حجت شرعیہ نہیں، اس لیے کہ وہ الگ
ہونے کے باوجود قرآن کی وہ قوی اور عملی تشریع ہی ہے جو وحی الہی ہی کی روشنی میں
رسول اللہ ﷺ نے بیان یا اختیار فرمائی ہے۔ ثم ان علینا بیانہ (القيامة) وما ينطق
عن الهوى ان هو الا وحى يوحى (النجم)

اس لیے یہ تشریع و توضیح قرآن بھی، جسے حدیث یا سنت کہا جاتا ہے، قرآن ہی کی
طرح حجت شرعیہ ہے۔ ان دونوں کی حیثیت یکساں اور دونوں کا ماننا فرض و واجب
ہے۔ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم اور ملزم ہیں۔ ان میں سے کسی ایک کو چھوڑ
کر دوسرے کو نہ سمجھا جاسکتا ہے اور نہ اس پر عمل ہی کیا جاسکتا ہے۔

بنابریں جو لوگ حدیث رسول کی جیت کے مکر ہیں، یا اس کو مشکوک قرار دے کر یا
اپنے خود ساختہ اصولوں کے خلاف باور کرا کر دکرتے ہیں، وہ نہ قرآن کے ماننے کے
دعوے میں پچ ہیں اور نہ ان کا اللہ اور یوم آخرت پر یقین ہی ہے۔ هذا تم اللہ تعالیٰ

صالح الدین یوسف

مدرس: شعبہ تحقیق و تالیف

دارالسلام لاہور۔ ۱۱ اگست ۲۰۱۴ء

حجت شرعیہ کیشناز کلوجی

0333-3030804, 0315-3665366